یہی روایت قاضی عبد الصمد نے حضرت مخدوم نوح رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات میں لکھی ہے ۔

۱۰۔ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روضتہ الریاحین کی ۱۴۵ ویں حکایت میں اور مولانا حسین معین الدین منیدی نے کتاب فواتح و شرح دیوان سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طبری کا قول لکھا ہے ۔ کہ ۳۷ھ میں غزوۃ ذالحجہ پر جب حضرت علی اور حضرت اویس قرنی بن عامر رضی اللہ تعالیٰ نے دریائے فرات کے کنارہ پر آوازہ طبل سن کر واقعہ دریافت کیا اور جب انکو معلوم ہو گیا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ ہو رہی ہے تو آپ فوراً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد کی بیعت کی اور جنگ میں لڑ کر شہید ہوئے ۔

۱۱۔ امام اعثم کوفی اپنی تاریخ میں عبدالرحمٰن ابن ابی لیلی کی روایت سے لکھتے ہیں کہ سید التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بمقام کوفہ پہنچ کر لشکر جمع کیا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور آپکو سلام کیا اور امیر المومنین آپکے آنے سے خوش ہوئے اور مرحبا کہہ کر ان سے اچھی طرح سے پیش آئے ۔ پھر آپ جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑ کر شہید ہوئے ۔

۱۲۔ حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور آپکو سلام کیا اور امیر المومنین آپکے آنے سے

خوش ہوئے اور مرحبا کہہ کر ان سے اچھی طرح سے پیش آئے پھر آپ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے لڑکر شہید ہوئے۔

۱۳۔ مجالس المومنین میں حبیب السیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک معتبر روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریافت کیا جب آپکو معلوم ہوا کہ یہ حضرت شاہ ولایت پناہ کی سپاہ کے طبل کی آواز ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑنے جا رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اتباع اور پیروی سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں اور یہ کہتے ہوئے دوڑے اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متابعت میں رہ کر صفین کے کسی معرکہ میں لڑتے لڑتے جامِ شہادت نوش فرما کر جنت کو سدھارے

۱۴۔ سید المحدثین تحفتہ الاخیار میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ جب میں امیرالمومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں موضع ذی قعار میں پہنچا تو دیکھا کہ کوفہ اور اطراف وجوانب کے لشکر آپکی خدمت میں آآ کر آج میرے پاس بیس لشکر جمع ہو جائیں گے۔ اور ہر لشکر میں ایک ایک ہزار مرد ہونگے۔ یہ بات مجھے حیرت انگیز معلوم ہوئی۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا خطرہ اپنے فراست باطنی سے معلوم کر لیا۔ اسی وقت حکم دیا کہ دو نیزے اس جنگل میں گاڑ دو۔ تاکہ جو شخص ہمارے لشکر میں شامل ہونا چاہیے وہ ان نیزوں کے بیچ میں سے گزارے اور پھر احتیاط کے ساتھ لشکریوں کے شمار کرتے رہیں جب مغرب کا وقت قریب آیا تو اس وقت تک حساب کی رو سے جیسا کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب جو شخص آئیگا۔ وہ مردِ کامل ہوگا۔ اور تعداد پوری کر دے گا۔ خبر رساں آدمی مقرر کر رکھے تھے۔ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ ایک آدمی

بوڑھا پیدل چلا آ رہا ہے اور زادِ راہ کمر سے بندھا ہوا ہے۔ پانی کا مشکیزہ گلے میں لٹکا ہوا نہایت دُبلا و پتلا و کمزور ہے چہرہ زرد اور گرد آلود ہے۔ سچ ہے۔

زاد راہ عاشقاں در دست دو روئے زرد و آہ
راز زیں گونہ است بسم اللہ کہ دارد عزم راہ

جب وہ پہنچا تو خبر رساں اسے حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے آئے اس نے آپکو سلام کیا عرض کیا کہ میں اویس قرنی ہوں۔ آپ اپنا ہاتھ دیجئے تاکہ آپ سے بیعت کروں آپ نے فرمایا کہ کسی لیے بیعت ہوتے ہو۔ عرض کیا کہ جنگ میں آپکی مدد کرنے اور آپ پر اپنا سر فدا کرنے کے لیے۔ کیونکہ جب ایک دن مرنا ضروری ہے تو پھر آپ پر ہی کیوں نہ اپنی جان نثار کروں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع اصحاب و انصار کے موضع ذی قعار کی طرف دشمنوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے۔

١٥۔ عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ یہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (قرنی بفتح قاف و راء) وہی اُویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جنکے متعلق رسول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت پہلے ہی سے مطلع فرما دیا تھا اور وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے اور بہت اچھے اور نیک مسلمانوں میں سے تھے۔

١٦۔ حمزہ بن اضیع بن زید سے روایت ہے کہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لائے مگر والدہ کی خدمت میں رہنے کے سبب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے

ہمراہ بمقام مروان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تھے۔
آگے چل کر حمزہ بن افصح بن زید یہ بھی لکھتے کہ آپ جنگ صفین میں ایسے وقت میں آئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو مجھ سے مرنے کے لیے بیعت کرتا ہے جب ننانوے آدمی آپ سے بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا کہ اب آخر میں ایک شخص آئیگا جو پشمینہ کی چادر اوڑھے ہوئے ہوگا اور اسکا سر منڈا ہوا ہوگا۔ چنانچہ اسکے بعد حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر بیعت کی اور لوگوں نے انکو دیکھ کر کہا کہ یہ تو اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پھر آپ لڑکر شہید ہو گئے۔

۱۷۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منادی نے ندا کی۔ کہلے خدا کے دوستو! جمع ہو جاؤ تو سارا لشکر صف بستہ کھڑا ہو گیا اور حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنی تلوار میان سے نکال لی۔ اور پھر لڑے یہاں تک کہ آپکا توشہ دان کٹ گیا آپ نے اسکو پھینک دیا اور لوگوں کو پکارتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ آخر کار آپکے سینہ میں ایک نیزہ لگا اور آپ اسی جگہ شہید ہو گئے گویا آپ زندہ ہی نہ تھے یہ روایت صحیح اور مستند سمجھی جاتی ہے۔

۱۸۔ صاحب مستقصی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ آپ اسی جنگ صفین میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔
(واللہ اعلم)

۱۹۔ کتاب داد الٰہی مصنفہ داد بن قاضی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بھی یہ بیان موجود ہے

بیماری کی وفات

مذکورہ بالا روایات آپکا جنگ صفین میں شہید ہونا ثابت ہوتا ہے لیعنی جو روایات ان بیانات کے خلاف ہیں اور جن میں آپکی موت کو اور طرح سے بیان کیا جاتا ہے نیز آپکی تجہیز و تکفین اور قبر کا پتہ بھی جن روایات سے چلتا ہے وہ بھی ملاحظہ ہوں۔

۱۔ علامہ جلال سیوطی شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں تحریر فرماتے ہیں کہ (ابن عساکر نے عطار خراسانی سے روایت بیان کی ہے) کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلاق شکم (دستوں کے مرض) میں بحالتِ سفر فوت ہوئے اور اس وقت ان کے بدن پر دو کپڑے تھے جو دنیاوی کپڑوں میں سے نہ تھے۔ گویا یہ بھی آپکی کرامات میں ایک ہے کہ آپکو بہشتی حلہ سے کفنایا گیا۔

۲۔ ایک دوسری روایت میں کپڑوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ کپڑے ایسے نہ تھے جنکو آدمی بنتے ہیں پھر دو آدمی ان کی قبر کھودنے کے لیے گئے مگر انہوں نے پتھر میں قبر کھدی کھدائی مل گئی اور ایسی تازہ کھدائی ہوئی کہ گویا ابھی کھودی گئی ہے پھر انکی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبر میں دفن کر کے وہاں سے چلے آئے پھر وہاں گئے تو قبر کا کوئی نشان نہ دیکھا اس سے دو کرامتوں کا ثبوت ملا ایک قبر کھدی کھدائی مل گئی پھر قبر کا نشان بے نشان ہو گیا۔

۳۔ امام احمد کتاب زہد میں اسی روایت کو اور طریقہ سے تحریر فرماتے۔ اور اخیر میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ کا قول ہے کہ ہم میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ ہم قبر کا نشان بنا کر واپس آ گئے تھے لیکن جب دوبارہ وہاں جا کر دیکھا تو نہ قبر پائی اور نہ قبر کی علامت۔

۴۔ مولانا جامی قدس سرہ شواہد النبوۃ میں حضرت ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آذربیجان کو غزو کو گئے

کے تھے۔ اور وہیں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ ان کے دوست احباب نے چاہا کہ ان کے لیے قبر کھودیں مگر ایک قبر پتھر میں کھدی ہوئی پائی گئی اسی قبر میں دفنا دیا۔

۵۔ شرح مشکوٰۃ شریف اور سفینۃ الاولیاء کے حوالہ سے جنگ صفین میں شہید ہونے کا قول بھی لکھا ہے۔

آپکی وفات ایک روایت میں ۳ رجب ۲۲ھ ہے اور ایک دوسری روایت میں بقول مصنف کشف المحجوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳ رجب ۳۷ھ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روضۃ الریاحین میں دونوں روایتیں لکھی ہیں۔

کرامت سید محمود بن علی قادری شیخانی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے آپکے مزار مقدس کی زیارت کی ہے اور میں نے جب انکی قبر کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھی تو وہ قبر کے اندر مجھ سے بجلی کی طرح کڑک کر بولنے لگے اور میں انکی باتیں سنتا رہا۔

غرضیکہ ان روایات سے حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہادت پانا حاصل ہوتا ہے خواہ شہادت جہری ہو یا سرّی۔"

(ف) روایات بالا میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن اکثر روایات میں آپکا شہادت پانا ہی ظاہر ہے اور یہ قرین قیاس بھی ہے کہ ایسے مقرب خدا محبوب مصطفےٰ سید التابعین کو اس دنیا سے تشریف لیجاتے وقت درجہ شہادت سے ہی فائز ہونا بھی چاہیئے تھا۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ آپکی شہادت خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غزوہ آذربائیجان میں ہوئی یا خلافت حیدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنگ صفین میں۔

فیصلہ :- اکثر روایات صحیحہ میدان صفین میں آپکے شہادت پانے کے متعلق لکھا ہے اور غزوہ آذر بائیجان کی روایت قابلِ تسلیم نہیں کیونکہ آپ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت کے آخری سال میں ملاقات کی تھی اور اس سال ملاقات فاروقی کے کئی سال بعد ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپکا شرف ملاقات حاصل کیا تھا۔

ان تاریخی واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکا شہادت یقیناً حضرت علی رضی تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ہی ہوئی ہوگی۔ (واللہ اعلم)

تحقیق مزار

سابقہ بیانات سے معلوم ہوگیا کہ آپ نے یا تو جنگ صفین میں شہادت پائی یا عارضہ شکم میں آذر بائیجان کے راستہ میں وفات پائی اس لیے یا تو آپکا مدفن صفین میں ہونا چاہیئے یا آذر بائیجان کے راستہ میں۔ نیز بعض روایات سے آپکی قبر کا لاپتہ اور بے نشان ہوجانا بھی ثابت ہوتا ہے اور جس قدر اقوال اور روایات لکھی گئی ہیں وہ یا تو معتبر اور مستند کتب مشائخ اور علماء سے لکھی گئی ہیں یا بعض مشائخ عظام کی زبانی سنکر قلم بند کی گئی ہیں لیکن جو کچھ تحقیقات کرنے اور دیگر مسافروں اور سیاحوں کی زبانی معلوم ہوسکا ہے وہ بالکل مختلف ہے۔ بلکہ آپکا مزار کئی جگہ ہونا ثابت ہے اور جہاں جہاں آپکی قبر مشہور ہے۔ آپکے ہر مزار سے یکساں کرامتیں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

تفصیل مزارات

مختلف مقامات پر آپکے سات مزار پائے جاتے ہیں۔

۱- آپکا ایک مزار نواحِ سندھ (حدود ٹھٹہ) میں واقع ہے اکثر حاجت مند

درویش حضرات اس مزار پر اگر چلہ کشی کرتے ہیں اور آپکی روحانیت سے مستفیض ہوتے ہیں اور حاجت مندوں کی حاجت پوری ہوتی ہے۔ چنانچہ بندگی سلطان محمد جیلہ نور اللہ مرقدہٗ اس مزار شریف پر تشریف لے گئے تھے ان دو چلے وہاں حجرہ نشین رہے خدا کے فضل سے قطرہ سے دریا اور ذرّہ سے آفتاب ہو گئے اور جو کچھ پایا اسی آستانہ سے پایا۔

۲- آپکا مزار بندرگاہ زبید میں واقع ہے حاجی لوگ اس مزار کی بھی زیارت سے مشرف ہو کر آتے ہیں۔

۳- مزار غزنی میں ہے۔

۴- مزار بغداد شریف سے دور سرحد ایران کے قریب واقع ہے[1]۔

۵- ملک شام میں ہے علامہ الحاج خدا بخش اظہر شجاعبادی مدظلہ نے اپنے سفر نامہ کا ذکر فرمایا ہے اس مزار کی حاضری کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ اور متعدد مزار ہونے کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ ایک دفعہ جب آپکی خاص حالت میں بیٹھے ہوئے تھے اور چھ دیگر درویش بھی آپکی خدمت میں حاضر تھے تو آپ پر روحانی کیفیت طاری ہوئی تھی جس سے آپ مغلوب الحال ہو کر دریا کی طرح جوش میں آگئے اور اسی حالت میں مستی و سکر میں آپ کی آنکھیں ان چھ درویشوں پر پڑ گئیں۔ اور ایسی کاری اور با اثر پڑیں کہ ان سب کو اپنا سا سا بنا دیا۔ یعنی ان کی ہیبت اصلی بدل گئی اور سب کے سب حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہم شکل و ہم وضع ہو گئے۔ پھر کسی نے نہ پہچانا کہ خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ

---

[1] سنہ ۱۴ھ میں اس مزار کی زیارت سے مشرف ہوا تفصیل فقیر کے رسالہ زیارات عراق و بغداد میں لکھدی ہے۔

عنہ کون ہیں جب وہ درویش آپ سے رخصت ہو کر اپنے مقامات پر چلے گئے تو وہاں کے لوگوں نے یہی جانا کہ یہ اویس ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور جب انکا انتقال ہوا تو انکی قبر بھی خواجہ ہی کے نام سے مشہور ہوئی مگر حقیقت اسکی خدا ہی جانتا ہے کہ اصلی حضرت اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قبر کون سی ہے ۔

فیض المزار اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس مزار سے بھی فیض لینا چاہا اسے فیض نصیب ہوا۔

چنانچہ آپکا ایک مزار یمن میں ہے وہ بھی زیارت گاہِ خاص و عام ہیں اور آپکے مزار مقدس پر (یمن میں) حضرت مظہر جمال اللہ معشوق اللہ۔ جلال الدین گھگہ قدس سرہٗ نے چالیس چلے کھینچے ہیں اور ان چلوں میں فی چلہ چالیس لونگوں سے افطار کیا ہے اور وہ لونگ روزانہ بھی محض روزہ افطاری کے لیے سنت سمجھ کر کھاتے تھے اور آپکے مزار پُرانوار پر چلہ کشی سے اس قدر روحانی فیض حاصل کیا تھا کہ قطرہ سے دریا بن گئے تھے ۔

غرضیکہ اسی طرح مختلف مقامات پر آپ کے سات مزار ہیں اسی اختلاف مزار کا باعث میری ناقص سمجھ میں تو یہ ہے کہ جیسے قدرت ایزدی نے آپ کے دفن ہوتے ہی آپکی قبر مبارک کا نشان غائب ہو گیا بلکہ غائب کر دیا گیا تھا۔ اسی طرح آپکے مزار پرانوار کو پوشیدہ رکھنا مشیت الٰہی تھا۔

یہی وجہ ہے کہ یہ قائم کردہ مزارات جو صفین اور آذربائیجان یمن وغیرہ میں سنے گئے ہیں۔ ان کی اصلیت میں قدرت کا یہی اختلاف حائل ہے ۔

ازالہ وہم مولانا جامی قدس سرہٗ کتاب نفحات الانس میں تحریر فرماتے ہیں کہ خرق عادت کی بہت سی اقسام ہیں۔

مثلاً ایجاد، معدوم، اعدام موجود، اظہار امر مستور، ستر امر ظاہر استجابت دعا قطع مسافت بعیدہ در مدت اندک، اطلاع بر امور غیبیہ آن واحد میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا، مردہ کا زندہ کر دینا، زندہ کو مارنا حیوانات، نباتات اور جمادات کی تسبیح وتہلیل کی آواز سننا، بغیر سبب ظاہر سے کھانے پینے کی چیزوں کا منگوا دینا پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا تسخیر جانوروں وحشی، قوتِ بدنی اس قدر کر لینی کہ پاؤں مار کر درخت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالنا۔ سماع میں پھرنے اور کسی دیوار پر ہاتھ مارنے سے دیوار کو پاش پاش کر ڈالنا وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں میں سے جسکو اپنی قدرت کاملہ کا مظہر بنا لیتا ہے تو وہ اس عالم میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے اگرچہ فی الحقیقت وہ تصرف اور تاثیر اللہ ہی کی طرف ہوتی ہے اور وہ خود اس میں ہوتا ہے۔

نکتہ:- اس میں راز یہ ہے کہ جب سالک ظاہری عبادت وریاضت کے بعد تصفیہ وتزکیۂ باطن وتہذیب اخلاق نفسانیہ وخروجِ اوصافِ بشریہ سے فارغ ہو کر ذات حق میں ایسا مستغرق ہو جاتا ہے کہ غیر حق اسکی نظر میں نہیں سماتا۔ تو اللہ تعالیٰ کی صفات اور اخلاق اس میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ ع

برفت او زمیان ہمیں خدا ماند وبس
اَلْفَقْرُ اِذَا اَتَمَّ ھُوَ اللّٰہُ اینست

خلاقِ الٰہی اس میں آجاتے ہیں اور صفات واسمائے باری تعالیٰ سے متصف ہو جاتا ہے اور اپنی قوت واستعداد کے مطابق قدرت پاتا ہے اور توانائی حاصل کرتا ہے اور اس پر اخلاق خداوندی ظاہر ہونے لگتا ہے اور لامتناہی اسمائے باری تعالیٰ کا مظہر بن جاتا ہے اور پھر عالم کون وفساد میں جس طرح چاہتا ہے متصرف ہو

جاتا ہے اور جمیع صفات واسمار حق تعالیٰ کے ساتھ مثل تصرفِ حق سُبحانہ کے تصرف رکھتا ہے ۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح اسمار حسنیٰ (مطلب اعلیٰ) میں اسکی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے ۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اپنی مرسلہ کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے فرزند آدم میں وہ خدا ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں کسی چیز کے ہونے کے لیے کہتا ہوں تو وہ چیز ہو جاتی ہے تو میری فرماں برداری کر تو تجھ کو بھی اس صفت سے متصف کردوں گا پھر اگر تو بھی کسی چیز کو کہے گا کہ ہو جا ۔ تو ہو جائیگی ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں ، اولیاؤں اور خاص بندوں کو اس صفت سے متصف کیا ہے ۔

کرامات الاولیار حق

علم العقائد میں یہ عقیدہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ سابق ادوار میں معتزلہ نے کرامات اولیار کا انکار کیا تھا تو اہلسنت نے انکے خلاف دلائل کے انبار لگا دیئے ہمارے دور میں صراحتہً تو انکار نہیں البتہ کنایات وارشادات سے انکار کرنے والے بہت ہیں ۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارے اکابر نے جو کچھ اس بارہ میں فرمایا ہے اب اس پر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں رہی ۔

کرامات سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ کائنات بلکہ خالق کائنات حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان کرتا ہے لیکن آپ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات کے مدح خواں ہیں ۔

حسب رواج چند کرامات کا یہاں کرتا ہوں ۔

کرامت ۱۔ ۱۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے تین رات دن تک کچھ نہ کھایا تھا اور راستہ میں ایک پیاز کی ڈلی پڑی ہوئی پائی اسکو اٹھا کر کھانا چاہتے ہی تھے کہ یہ خیال آیا کہ یہ حرام نہ ہو اور پھینک دی پھر آسمان کی طرف جو نظر کی تو ایک پرندہ کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھا کہ ایک روٹی کی ٹکیہ چونچ میں دبائے ہوئے ہے اور پکارتا ہوا آرہا ہے کہ اے اویس چونکہ تو نے حرام پیاز کو پھینک دیا اس لیے لے یہ خدا کی بھیجی ہوئی روٹی کھا اور آرام کر ۔

رباعی

بخشندۂ [illegible] روزی کندت
مہجور شوی وصال روزی کندت
از ترسِ خدا ار کنی ترک حرام
روزی دِہ تو حلال روزی کندت

غیبی بکری ۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین رات دن کے فاقہ سے تھے ایک روز راستہ میں ایک دینار پڑا ہوا دیکھا ۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر کہ کسی کا گر گیا ہوگا نہ اٹھایا اور وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور جنگل کی گھاس پات کھانے لگے کہ اچانک ایک بکری دیکھی کہ اپنے منہ میں ایک گرم روٹی لیکر آئی اور آپکے سامنے رکھدی آپ نے یہ خیال کرکے کہ نہ معلوم کس کی روٹی اٹھا لائی ہے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا بکری

نے زبان حال سے گویا ہو کر عرض کیا کہ میں بھی اسی کی مخلوق ہوں۔ جس کے تم ہو تو پھر خدا کی بندی سے خدا کی دی ہوئی چیز کیوں نہیں لیتے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بکری کا یہ کلام سنا تو روٹی لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ روٹی خود بخود میرے ہاتھ میں آگئی اور بکری غائب ہوگئی۔ (خزینۃ الاصفیاء)

غیبی دانت

مروی ہے کہ جب آپ نے نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا۔ اور آپ نے جملہ دانت شہید کر ڈالے تو دانت کچھ عرصہ بعد نکل آئے اور آپ نے پھر شہید کر دیئے اسی طرح سے سات مرتبہ نکلے اور سات ہی مرتبہ آپ نے اپنے دانت شہید کیے۔

(حیات اویس صـ ۱۶)

فرشتوں کا پہرہ

منقول ہے کہ یمن میں اونٹوں کو بھیڑیئے مل کر کھا جایا کرتے تھے مگر اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹوں کی طرف رخ بھی نہ کرتے تھے حالانکہ آپ دن بھر اونٹوں کو چھوڑ کر عبادتِ حق میں مصروف رہتے تھے اور اونٹ فرشتوں کی نگہبانی میں خود بخود چرتے رہتے تھے۔

جبہ مبارک خود بخود پہنچ گیا

منقول ہے کہ جب حضرات عمر و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حسب الارشاد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آپکی خدمت میں خرقہ پہنچانا چاہا اور قرن میں جاکر آپکو تلاش کرایا تو اویس قرنی نامی قرن میں بے شمار پائے گئے آخر جب ایک شخص سے آپکے کچھ حالات معلوم ہوئے اور آپ انکے پاس تشریف لے گئے تو حضرت اویس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ خرقہ رکھ دیں جسکے بدن میں یہ خود بخود پہنچ جائیگا وہی اویس ہوگا۔ چنانچہ جب خرقہ رکھا فوراً اڑکر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر پہنچ گیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ آپ سے شفاعت امت کے لیے بھی دعا کرائی جائے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت اچھا اور خرقہ کو اتار کر بوسہ دیا اور پھر اسکو دور لیجا کر رکھا۔ اور پہلے غسل کیا اور پھر دو نفل پڑھے اسکے بعد سر بسجود ہوکر دعا شروع کی۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف امت تجھ کو بخشی۔ آپ نے سر نہ اٹھایا ہاتف نے کہا دو حصہ امت بخش دی۔ آپ نے پھر بھی سر نہ اٹھایا۔ ہاتف نے پھر کہا کہ بمقدار پشم گوسفندان صفار و منار (عرب کے دو قبیلہ جو بکریاں بکثرت پالتے تھے) اب بھی آپ نے سر نہ اٹھایا تھا کہ حضرت علی و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تاخیر سے گھبرا کر ان کے قریب پہنچ گئے ان کی پاؤں کی آہٹ سے سر اٹھالیا اور کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ کچھ دیر اور توقف فرمالیتے تو حق تعالیٰ سے میں ساری امت بخشوا لیتا۔

(حیات اویس ص ۱۶۷)

فائدہ:۔ یہاں یہ وہم نہ ہو کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ بالخصوص خلفائے راشدین سے بھی بڑھ گئے بلکہ یوں سمجھئے کہ یہ لطف الٰہی سے کبھی اعلیٰ کے بجائے ادنیٰ پر بھی ہوجایا کرتا ہے اسکے نظائر بے شمار ہیں جیسے موسیٰ علیہ السلام کے بجائے خضر علیہ السلام پر۔ وغیرہ وغیرہ۔

دریا میں نماز

حضرت حبیب بن سہیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کشتی پر سوار تھا۔ اس میں سوداگران کا ہر قسم کا مال واسباب لدا ہوا تھا۔ اتفاقاً

طوفان آگیا اور کشتی سمندر کی موجوں پر اس قدر ہلی کہ اس میں پانی بھر آیا تھا ایک مرد خدا اونٹ کی پشم کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اس طرح اطمینان کے ساتھ اٹھ کر باہر آیا اور پانی میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا گویا اسے ہماری حالت کی مطلق خبر نہ تھی جب وہ نماز سے فارغ ہوا ہم نے اس سے التجا کی کہ ہمارے حق میں بھی دعا کرو۔ فرمایا کس لیے ہم نے کہا کہ کیا آپکو خبر نہیں کہ کشتی ڈوب رہی ہے فرمایا سب اللہ کا قرب ڈھونڈو۔ ہم نے کہا کس طرح۔ کہا ترک دنیا سے۔ ہم نے کہا کہ ہم نے دنیا ترک کی۔ کہا بسم اللہ کہو اور کشتی سے باہر آجاؤ۔ ہم سب بسم اللہ پڑھ کر کشتی سے باہر آگئے اور پانی پر چلنے لگے اور اسکے اردگرد جمع ہوگئے ہم سو سے زیادہ تھے۔ ہماری کشتی سے باہر آجانے کے بعد کشتی مع مال و متاع ڈوب گئے تو اس نے کہا کہ اب تم ہول دنیا سے آزاد ہو گئے پانی سے نکل کر اپنا اپنا راستہ لو۔ ہم نے کہا کہ آپ کون ہیں فرمایا اویس قرنی ہوں۔ ہم نے کہا کہ کشتی میں جو مال تھا وہ مدینہ کے فقیروں کے لیے تھا اسکو ایک شخص مصر سے لایا تھا کیونکہ آج کل مدینہ میں سخت قحط پڑا ہوا ہے فرمایا کہ اگر وہ مال پھر اللہ تعالیٰ تم کو دے دے تو تم کیا وہ سب کا سب مال مدینہ کے فقرار کو تقسیم کر دو گے۔ ہم نے کہا ہاں۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز ادا کی اور دعا مانگی اسی وقت وہی کشتی مع مال و دولت کے پانی پر ابھر آئی اور ہم سب اس پر سوار ہوگئے اور خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے غائب ہو گئے ہم سب بخیر و عافیت مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور تمام مال و اسباب وہاں کے فقرار میں تقسیم کر دیا یہاں تک کہ مدینہ میں کوئی فقیر اس وقت ایسا نہ رہا ہو گا کہ جس کو حصّہ نہ ملا ہو۔ (زہرۃ الریاض ص۵۷ حکایت نمبر ۵۷ دار اسرار الفاتحہ)

شہادت عمر کی خبر

سیدنا اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت فوراً خبر دی کہ حضرت

عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں بعد کو مدینہ طیبہ پہنچا تو مجھے اس خبر کی تصدیق ہو گئی۔ (خزینتہ الاصفیار)

غیبی کفن

حضور داتا لاہوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کے آخری دنوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کچھ دن آپکی خدمت میں رہے۔ پھر جنگ صفین میں شریک ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت شہادت کے مرتبہ کو پہنچے۔ بعض احباب نے آپ کے لیے قبر کی تیاری کی۔ مگر سامی کی جگہ ایک سخت پتھر آ گیا جسے کاٹنا مشکل تھا۔ مگر غائب سے پتھر میں شگاف پڑ گیا اور آپ کے لیے لحد بن گئی۔ آپکے کفن کے لیے کپڑے کی تلاش ہوئی تو آپکے صندوقچہ کو کھولا گیا تو کفن کا کپڑا پایا گیا۔ مگر اسے کسی انسانی ہاتھ نے نہیں بنایا تھا۔ اسی کفن میں آپکو دفن کیا گیا۔ (کشف المحجوب)

قیامت میں بھی مخفی

حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ فرمایا کرتے کہ قیامت کے دن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں ستر ہزار فرشتے آپکو اپنی جلوے میں لیکر جنت میں داخل ہونگے تاکہ اس عاشق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی پہچان نہ سکے۔ (خزینتہ الاصفیار)

کرامات ہی کرامات

عام طور پر سنا جاتا ہے کہ جہاں اور جس جگہ بھی آپکا مزار پر انوار قرار دیا گیا ہے وہاں کرامات و خوارق بھی ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

(سہیل یمنی)

اویس ہی اویس نظر آئے

صاحب نسیم چمن فی حالاتِ خواجہ اویس قرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنی سنائی یہ حکایت تحریر فرمائی ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جگہ تشریف آور تھے وہاں آپکی خدمت میں چھ درویشانِ صادق بھی حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واردات الٰہی میں مغلوب الحال تھے اسی حالت سکر و مستی میں آپکی نظر مبارک ان چھ درویشانِ حاضر پر پڑی اور انکے ظاہر و باطن میں اس قدر مؤثر ہوئی کہ ان درویشوں کے اشکال و شباہت، قد و قامت تک بدل گئی اسکے بعد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور انکے چھ درویشانِ حق میں سے کوئی شخص امتیاز نہ کر سکا۔ کہ ان میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟

چنانچہ جب وہ چھ درویش آپ سے رخصت ہوئے تو جس مقام پر جس درویش نے سکونت اختیار کی وہاں کے ساکنین اس درویش کو ہی جناب اویس قرنی سمجھا۔ اسی طرح جس مقام پر جس درویش نے وفات پائی وہیں پر اس کا مزار اویس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام سے مشہور ہو گیا۔[1]

صاحب سہیل یمنی یہ لکھ کر فیصلہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس حکایت کی سند کسی مشائخ علیہ الرحمۃ سے ثابت نہیں تاہم قدرت ایزدی کے مطابق ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ آپکو دنیا میں مستور رکھا جیسے آپکی قبر کا نشان گم ہو گیا۔ اسی طرح آپکا مزار پُر انوار میں یہ وجہ اختلاف بھی قابل تسلیم ہے۔

---

[1] سہیل یمنی ص ۸۳ و ص ۸۴ - ۱۲

تحقیق اویسی

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

شعر مذکور کا نفس مضمون اہل علم کے نزدیک قابل قبول ہے اسی لیے حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت کے پیش نظر یہ کوئی ناممکن امر نہیں ہے کہ جس سے انکار کیا جائے ذیل میں ہم ایک مستند واقعہ پیش کرتے ہیں جس سے مذکورہ بالا روایت کی توثیق ہوتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ۔

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ ایک روز آپکے مکان پر کئی مہمان آگئے اور اس روز آپکے یہاں کچھ کھانے کی قسم سے موجود نہ تھا۔ اس لیے انکو تشویش ہوئی اور انکے لیے کھانے کی تلاش کرنے لگے۔ اتفاقاً ایک نان بائی کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس نے اس بات کی خبر پاکر ایک خوان بھرا ہوا روٹیوں کا خوب مکلف مرغن نہاری کیساتھ آپکے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اسکو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی مجھ کو اپنا سا کر دیجئے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کر سکے گا۔ کچھ اور مانگ وہ اسی بات کا سوال کیے جاتا تھا۔ اور خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو آپ نے ناچار ہو کر اسکو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور تاثیر اتحادی اس پر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اس نان وائی کی صورت

شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا تھا۔ لوگوں کو پہچاننا مشکل پڑا تھا۔ لیکن اس قدر تھا۔ کہ خواجہ ہوشیار تھے اور وہ نان دائی بے ہوش اور سرشار القصہ اس نان دائی نے تین روز کے بعد اسی سکر اور بے ہوشی میں وفات پائی (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ) (تفسیر عزیزی پ ۳۰)

(ف) اسکے بعد اسکے متعلق روحانی تحقیق لکھتے ہیں کہ۔

تاثیر اتحادی کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملا دے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جائے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیروں سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہو جانے سے دونوں روحوں کے جو کچھ شیخ کی روح میں سماجاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہیں رہتی۔

ملفوظات

۱۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسیر بن جابر سے فرمایا کہ میری مجلس میں تین قسم کے لوگ آتے ہیں۔

۱۔ سمجھ دار مؤمن

۲۔ بے سمجھ مؤمن

۳۔ منافق

ان تینوں کی مثال ایسی ہے کہ جیسے بارش اور درخت۔ اگر سرسبز اور شاداب اور پھل دار درخت پر پانی برستا ہے تو اسکی سرسبزی اور شادابی میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر سرسبز بے پھل والے درخت پر پانی برستا ہے تو اسکے پتوں میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور پھل آنے لگتے ہیں اور اگر خشک گھاس اور کمزور شاخوں پر برستا ہے تو اسے

توڑ پھوڑ دیتا ہے یہ مثال دیکر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔

وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ لِلنَّاسِ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ط۔

۲ - فرمایا کرتے تھے خدا کی کاموں میں ایسے رہو جیسے تم نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا ہے مطلب یہ ہے کہ اطاعت الٰہی میں کسی کی پرواہ مت کرو۔ لوگوں کے لیے غائبانہ دُعا کرنا انکی ملاقات سے بہتر ہے کیونکہ ملاقات کے وقت نمائش اور ریا کا اندیشہ ہے۔

۳- کسی نے آپ سے رات کو ملاقات کا وقت مانگا تو فرمایا۔ شام کے بعد صبح تک ملنے کی امید نہیں ہے۔ موت کے خیال نے خوشی کے تمام مواقع فنا کر دیئے ہیں۔ خدا کے عرفان نے مؤمن کے لیے چاندی اور سونے کی کوئی قیمت باقی نہیں رکھی۔ مؤمن کا فرض ہے کہ خدا کے کاموں میں کسی کی دوستی کو ترجیح نہ دے۔

۴- فرمایا کہ اگر لوگ مجھے صرف اس لیے دشمن رکھتے ہیں کہ برائیوں سے روکتا ہوں اور اچھائیوں کی تلقین کرتا ہوں۔ خدا کی قسم ان کا یہ طریقہ مجھے حق بات کہنے سے روک نہیں سکتا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر آپکی زندگی کا محبوب ترین مشغلہ تھا اس فرض کی ادائیگی میں لوگوں کی دشمنی اور مخالفت کو بڑی خندہ پیشانی اور صبر سے برداشت فرمالیا کرتے تھے۔

۵. کبھی کبھی مجمع سے بھی پیچھا نہیں چھوڑتے تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ اور لوگوں سے فرماتے کہ آپ لوگ کیوں میرا پیچھا کر رہے ہیں۔ میں ایک ضعیف اور کمزور انسان ہوں مجھے بہت کام کرنا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے میں انکو پورا نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ ایسا مت کیجئے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے

اگر مجھ سے کسی کو کوئی کام ہو تو وہ عشاء کے بعد مل سکتے ہیں۔

۶۔ ایک مرتبہ ہرم ابن حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا۔ کتاب اللہ کی تلاوت ، صلحائے امت سے ملاقات اور رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت درود وسلام پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہنا لوگوں کو نصیحت کرتے رہنا جماعت کا ساتھ کبھی مت چھوڑنا

۷۔ ایک صاحب نے درخواست کی کہ کلام اللہ کی چند آیات سنایئے اور کچھ نصیحت فرمایئے کہ فائدہ اٹھاؤں۔ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعوذ باللہ پڑھی اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو فرمایا۔ سب سے اچھی بات میرے رب کی بات ہے اور سب سے بلند اور عالی مرتبہ ذکر میرے رب کا ذکر ہے اور سب سے اچھا کلام میرے رب تعالیٰ کی عبادت ہے۔

حکایت ۱۔ تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے کہ لوگوں نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک شخص تیس سال سے آپ کے قریب ہی ایک قبر کے کنارے کفنی پہنے ہوئے بیٹھا رویا کرتا ہے اور رات دن بے قرار رہتا ہے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ وہ شخص بہت ہی لاغر ہو گیا ہے۔ چہرہ بھی زرد ہے اور آنکھوں میں گڑھے پڑے ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اے شخص تیس سال سے گور و کفن کے خیال نے تجھے خدا سے پھیرا ہوا ہے انکا خیال چھوڑ کیونکہ تیرے راستہ میں یہی حائل ہیں اس شخص نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور سے اپنے حال کا مشاہدہ کیا اور جو عیب اس میں تھا وہ اس کو اس میں نظر آ گیا۔ فوراً نعرہ مار کر جان دے دی اور اسی قبر میں گر پڑا۔

درس عبرت

جب راہِ مولا میں گور و کفن بھی حجاب ہوں تو پھر دنیا کی دوسری چیزیں کس قدر اور کتنی حجاب ہونگی۔

۸۔ تقویٰ کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تک آدمی یہ نہ سمجھ لے کہ گویا وہ تمام مخلوق قتل (فنا) کر چکا ہے یعنی جب تک دنیا سے کلی طور قطع تعلق نہ کر لے وہ تقویٰ (پرہیزگاری) میں کامل نہیں ہو سکتا۔

شرح

صوفیہ کرام نے اس قدر مبالغہ برتنے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ آدمی کو دنیا سے سخت نفرت ہو جائے۔ اور وہ اسکو اپنا دشمن جانے گا اور جب ہر شخص اسکو اپنا دشمن جانے گا تو اس سے کوئی محبت نہ کریگا نہ کوئی اس سے ملے گا اور اسکی خوشی و غمی میں اسکا شریک نہ ہو گا۔ اور وہ بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح سے بے تعلق رہے گا۔ اس وقت مردان خدا میں سے ہو گا۔ اور اسکو تقوی و پرہیزگاری کی حقیقت معلوم ہو گی۔

پرہیزگاری کا مطلب

کتاب مقصود الطالبین میں حضرت یحییٰ معاذ رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح منقول ہے کہ ظاہری معنیٰ ورع کے یہ ہیں کہ آدمی بغیر حکم باری تعالیٰ کے نہ سر کے اور باطن میں ورع اسکو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ تعالے کے نہ سر کے اور باطن میں ورع کے صاحبِ ورع کے دل میں کسی کا خیال نہ آئے اور یہی حال حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا۔

۹۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ

ترجمہ: یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہی۔

جیسا کہ کسی کا قول ہے۔

" یعنی جو خدا کی خدا سے پہچان سکتے ہیں۔ وہ سب کچھ جانتے ہیں۔

خدا کو خدا سے پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اس طرح سے پہچاننے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو اس طرح سے پہچانے کہ جو حق پہچاننے کا ہے۔

شرح

مقصود الطالبین میں لکھا ہے کہ بندہ کے دل میں معرفت کی پہچان ایسی ہے جیسے آسمان پر آفتاب۔ لیکن جب سورج آسمان کے کنارے سے طلوع ہوتا ہے تو اسکی روشنی زمین میں ظاہری آنکھوں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی ایسے ہی باطنی آنکھوں سے نور معرفت کی روشنی میں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی اور چھپ بھی کیوں کر سکتی ہے کیونکہ عرش سے فرش تک جو کچھ بھی ہے سب کا سب عارف کے دل میں موجود ہے اور سلطان بایزید قدس سرہٗ نے تو دائرہ دل کی وسعت کے متعلق یہاں تک بیان فرمایا ہے کہ اگر عرش اور سو ہزار ایسے ہی اور عرش اور جو کچھ ان میں ہے۔ عارف کے دل کے گوشہ میں رکھ دیئے جائیں تو عارف کو انکی خبر نہ ہو۔

فائدہ

حدیث قدسی میں ہے کہ میں اجمالی اور تفصیلی مرتبہ کی حیثیت سے زمین و آسمان کے درمیان نہیں سماتا ہوں۔ لیکن اگر سماتا ہوں تو صرف اپنے مومن بندہ کے دل ہی میں سماتا ہوں کیونکہ وہ میرے ساتھ پھرتا ہے اور مجھ ہی میں رہتا ہے اور میرے لیے روز و شب گردش کرتا ہے میری مختلف شانوں کے اعتبار سے۔

شرح قول علی رضی اللہ عنہ

اشعۃ اللمعات میں اسی طرح لکھا ہے اور عَرَفتُ رَبِّی بِرَبِّی۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے بعض لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کیونکر پہچانا آپ نے فرمایا کہ اس نے خود مجھ کو اپنے سے

شناسا کرا دیا تھا۔

تعرف میں ہے کہ اس پر اجماع ہے یعنی سب کا اتفاق ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف لے جانے والا خود خدائے تعالیٰ ہی ہے اور اس کو اسی کے ذریعہ سے پہچان سکتے ہیں اور اسی کے ذریعہ سے پا سکتے ہیں نہ کہ اسکے بغیر۔

کسی کے وصیت چاہنے پر حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان گوہر بار سے فرمایا کہ بندہ اپنے خدا کی طرف متوجہ ہو اور خدا پر رزق کے بارے میں اور شک نہ کرے۔ فرمایا کہ اپنے خدا کی طرف دوڑو۔ عرض کیا کھانے کا کیا انتظام ہوگا فرمایا افسوس اس دل پر جو خدا کی طرف متوجہ ہو اور خدا پر رزق کے بارے میں تہمت رکھے لوامع الانوار، کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء وغیرہ) تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منہاج العابدین میں اسی واقعہ کو یوں لکھا ہے کہ جب حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا کہ میں سکونت کہاں اختیار کروں۔ تو فرمایا شام میں پھر حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ملکِ شام میں میری زندگی کیونکر بسر ہوگی تو کہا افسوس جنکے دلوں میں شک ہو ان کو نصیحت کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

انتباہ:۔ بعض اقوال اولیاء کرام ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں انہیں شطحیات سے تعبیر کیا جاتا ہے خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی ایک ملفوظ اسی قسم سے ہے وہ مع شرح کے حاضر ہے۔

۱۱۔ محمد دارا شکوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ حسنات المومنین میں جہاں اور بہت سے بزرگوں کے سطحیات اور اقوال درج کیے ہیں وہاں حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ اقوال بھی درج کیے ہیں انہی میں سے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ جب بندہ کی بندگی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اس کا عیش (آرام کی زندگی)

اللہ کا عیش ہو جاتا ہے یعنی اس وقت بندہ میں صفت الوہیت پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا فعل فعل خداوندی ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بندہ کرتا ہے یا کہتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی اور حکم کے بغیر نہیں کرتا۔

فائدہ:۔ سمت والست یزدانی حضرت عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہٗ کتاب تمہیدات میں اسی قول پر تبصرہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ہائے ہائے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا کہ۔

اِذَا اَتمَّ لعُبُودِیَّۃَ یَکُوْنُ عَیْشُہٗ کعَیْشِ اللّٰہِ ط۔

جب عبادت درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے تو عابد کا عیش مثل عیش اللہ کے ہو جاتا ہے) یعنی جو کچھ اللہ کے لیے سزاوار ہوتا ہے بندہ کے لیے بھی ہوتا ہے اور بندہ صفات الٰہیہ سے متصف ہو جاتا ہے یعنی جس طرح سے اللہ تعالیٰ سمیع، بصیر قدرت، ارادت، عزت، بقاء اور کلام وغیرہ صفات کو بقاء ہے اسی طرح بندہ کو بھی بقاء اور دوام حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبان درخشاں سے فرمایا کہ جو شخص ان تین چیزوں سے محبت رکھتا ہے وہ دوزخ کی رگِ گلو سے بھی زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے۔

۱۔ اچھا کھانا۔
۲۔ اچھا لباس پہننا۔
۳۔ امیروں میں بیٹھنا۔

۱۳۔ فرمایا کہ نماز میں خشوع اسکو کہتے ہیں کہ اگر حالت نماز میں نمازی کے پہلو میں تیر بھی ماریں تو اس کو مطلق خبر نہ ہو۔

۱۴۔ کسی نے آپ سے آپکا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال جس کو صبح اٹھنے کے بعد یہ بھی خبر نہ ہو کہ شام تک جیئے گا یا نہیں ؟

۱۵ کسی نے پوچھا کہ خدا کے ساتھ آپ کا کیسا معاملہ ہے فرمایا کہ مجھے اپنی بے زاد راہی اور راستہ کی درازی پر افسوس ہے۔

۱۶۔ فرمایا کہ اگر تو خدا کی عبادت اہل آسمان اور اہل زمین کی طرح کرتا ہے تو جب تک اس پر یقین نہ رکھے گا وہ قبول نہ ہو گی۔ جب یہ پوچھا کہ اسکا یقین کیوں کر کرے تو فرمایا کہ جو کچھ تجھ کو مل جائے اسی پر مطمئن رہ کر اور اپنے آپ کو پرستش و عبادت کے لیے وقف کر دے اور کسی دوسری طرف مشغول نہ ہو۔ (یہاں تک ملفوظات تذکرۃ الاولیاء سے نقل کیے گئے) منہاج العابدین میں ملفوظات لکھے ہیں وہ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

۱۷۔ کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم کو کیوں کر استحکام حاصل ہو سکتا ہے تو فرمایا کہ رزق کی طرف سے بے پرواہ ہو جائے اور اپنے آپ کو عبادت کے لیے وقف کر دے۔

۱۸۔ فرمایا۔ السلامۃ فی الوحدۃ (تنہائی میں سلامتی ہے) تنہا وہ ہوتا ہے جو وحدت میں یکتا ہوتا ہے اور وحدت کے معنی یہ ہیں کہ غیر اللہ کا خیال ہی نہ آنے پائے۔ اور اسی میں سلامتی ہوتی ہے لیکن اگر کوئی ظاہری تنہائی اختیار کریگا تو بموجب حدیث الشیطان مع الواحد وھو عن الاثنین ابعد ط

ترجمہ: شیطان تنہائی میں اکیلے آدمی پر زیادہ قابو پاتا ہے اور دو کی موجودگی میں بھاگتا ہے۔ کے درست نہ ہوگا۔

شرح الحدیث

داتا علی ہجویری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں اس حدیث شریف کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ تنہائی میں سلامتی اس لیے ہے کہ تنہا رہنے والے کا دل غیر کے خیال سے خالی رہتا ہے اور لوگوں سے جملہ احوال میں ناامید ہوکر انکی ہر آفت و بلا سے محفوظ رہتا ہے اور اس کا منہ سب کی طرف سے پھر جاتا ہے لیکن اگر کوئی یہ سمجھے کہ وحدت محض تنہا رہ کر زندگی بسر کرنے کا نام ہے تو ممکن ہے کہ اسکے دل میں شیطانی وسوسے نہ آئیں اور اسکو مخلوق سے کسی قسم کا اندیشہ پیدا نہ ہو۔ اور ایسی تنہائی کو وحدت سے کوئی نسبت نہیں اس لیے کہ آدمی کی صحبت سے آرام پانا اسکے خیال میں رہنا دونوں یکساں ہیں۔ اور وہی شخص وحید ہو سکتا ہے جسکو خلق کی صحبت سے کچھ نقصان نہ پہنچے اور جو شخص غیر حق سے مشغول رہے گا تو اسکو غیر اللہ کا خیال آئے اور اہل دنیا میں اس کا دل اٹکا ہوا ہو گو بظاہر تنہا رہتا ہو۔ مگر اس قسم کی تنہائی کو وحدت نہیں کہتے) اور جب حق کی محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے تو غیروں کی صحبت سے کچھ نقصان نہیں ہو سکتا مگر جسکے دل میں لوگوں کی ذرہ بھی محبت ہوتی ہے وہ محبت حق سے قطعی بے خبر ہوتا ہے۔ وحدت صرف اس بندۂ صادق کی تعریف میں ہے کہ جس نے قول خداوندی

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ۔

کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے) کو سن کر کہا (بَلٰی) (یعنی کافی ہے)

۱۹۔ عَلَیْكَ بِقَلْبِكَ۔ یعنی یہ تیرے ذمہ ہے کہ تو اپنے دل کو غیر اللہ کے خیال سے محفوظ رکھے۔

شرح:۔ حضرت علی ہجویری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضرت ہرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائی تھی اور اسکے دو مطلب ہیں۔

۱ - اول یہ کہ مجاہدہ کر کے دل کو حق کے تابع کر لے۔

۲ - دوسرے یہ کہ خود دل کے تابع ہو جائے اور یہ دونوں اصول بڑے زبردست ہیں۔ (وجوہ مطلوب مذکور)

۱ - دل کو حق کا تابع کرنا مریدوں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اسکو شہوت کے غلبہ اور نفس کی محبت سے باز رکھیں اور برے برے خیالات اپنے دلوں سے بتدریج کم کریں۔ اور تدبیر صحبت اور جملہ امور میں انکی نظر میں حق کی نشانیوں میں پیوستہ رہے یہاں تک کہ دل مرکز محبت ہو جائے۔

۲ - اور اپنے آپکو دل کے تابع کرنا کاملوں کا کام ہوتا ہے اور انکے دل کو اپنے نور جمال سے روشن کیا ہوا ہوتا ہے اور انکو جملہ علتوں اور سببوں سے آزاد کر کے اور بلند مرتبہ پر پہنچا کر خلعت قرب پہنا کر اپنے لطف و کرم سے ان پر تجلی کی ہوئی ہوتی ہے۔ اور مشاہدہ و قرب انکو بخشا ہوا ہوتا ہے ایسی حالت میں بدن دل کے موافق ہو جاتا ہے چنانچہ پہلا گروہ جنکا دل حق کے تابع ہوتا ہے وہ صاحب القلوب کہلاتا ہے اور اپنے آپکو دل کے تابع رکھنے والا گروہ مغلوب القلوب کہلاتا ہے جو گروہ کہ صاحب القلوب ہوتا ہے وہ باقی الصفت ہوتا ہے اور جو مغلوب القلوب ہوتا ہے وہ فانی الصفت ہوتا ہے اور فانی الصفت اس کو کہتے ہیں کہ اپنی ہر چیز راہ حق میں دے دے۔ حتیٰ کہ افطار کے وقت افطار کے لیے بھی کچھ نہ رکھے۔

۲۰ - فرمایا کہ حکماء نے جو سب سے اچھی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ ایک کی طرف منہ کر کے کیونکہ بہت سوں کی طرف منہ کرنے سے یہ بہتر ہے یہ قول کتاب

جامع المتفرقات میں لکھا ہے ممکن ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکماء کا یہ قول اپنی حالت کے مطابق پا کر پسند فرمایا ہو اور آپ پر یہ قول صادق بھی آتا ہے اس لیے کہ آپ نے دنیا سے ایسا بے نیاز کر دیا تھا۔ کہ ان کو دنیا کی کسی چیز کی حاجت نہ رہی تھی۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اسی کے بارے میں فرمایا ہے۔

حدیث:۔

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ ط

یعنی جو شخص مخلوق سے قطعی منہ پھیر لیتا ہے اور بالکل طالب مولا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے سارے کام آسان کر دیتا ہے۔

حدیث:۔

تعرف اور شرح تعرف میں ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی اپنے اندوہ وافکار کو ایک فکر سمجھتا ہے اور وہ فکر اس جہان کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے تمام فکروں کو دور کر دیتا ہے یعنی جو شخص ظاہر و باطن میں عقبیٰ ہی کی فکر میں رہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس جہاں کے فکروں سے فارغ کر دیتا ہے اور اسکی مثال بالکل ایسی ہی ہے کہ کوئی مالک اپنے غلام کو کسی کام کے واسطے حکم دیتا ہے اور جانتے ہوئے کہ وہ اپنے کام میں مشغول ہو جائیگا اور اسکے کام کو انجام نہ دے گا۔ اس سے کہہ دیتا ہے کہ تو اپنی تمام تر توجہ میرے ہی کام میں صرف کر کے اسکو پورا کر دیجیو اپنی ضروریات کی فکر نہ کیجیو۔ انکو میں پورا کروں گا۔

لیکن جسے جستجو نہیں رہتی ہو۔ اور اسکے خیالات پراگندہ رہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی اسکی پرواہ نہیں کرتا کہ وہ کسی وادی میں گر کر ہلاک ہوتا ہے۔

وادیٔ نفس یا وادیٔ شیطان یا وادیٔ دنیا یا وادیٔ مخلوق میں کیونکہ پراگندگی کی اصل چار وادیاں ہیں۔

۲۱- سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا۔

ما رأیتم من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم الا ظلّہ۔

ترجمہ:۔ تم نے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صرف سایہ دیکھا اصل حقیقت سے تم بے خبر ہو۔

”کیا ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نہیں دیکھا آپ نے فرمایا انہوں نے بھی نہیں دیکھا۔

شرح یہ ملفوظ اس حدیث شریف کے عین مطابق ہے۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقتہ غیر ربی۔ (مطالع المرات)

درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ اسی کے مطابق کسی شاعر نے کہا ہے۔

؎

حقیقت محمد کی پا کوئی نہیں سکتا
یہاں چپ کی جا ہے بتا کوئی نہیں سکتا

اسکی مزید تحقیق فقیر کی شرح المعدنی فی فضائل اویسی القرنی کے مقدمہ میں ہے۔

سوال اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نامی کوئی شخص نہیں جو رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا ہو بالخصوص اتنا بڑا باکمال جس کے لیے احادیث بیان کی جاتی ہیں اور یہ انکار بہت بڑے محدثین کرام اور آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول ہے کیونکہ ان کی قوم مراد سے جب اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے اپنے قبیلہ میں کسی ایسے شخص کے وجود سے انکار کیا ۔ امام ابو اسحاق اور عمرو بن مرۃ سے بھی دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا ۔ کہ ہم اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتے امام مالک رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان کے وجود کے منکر تھے اور فرماتے تھے کہ ایسا کوئی شخص نہیں گزرا ہے ۔

جواب امام ذہبی لکھتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر شہرت ہے کہ ان کے وجود میں شک کی گنجائش نہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ علم عدم علم پر مرجح ہے حالانکہ شئے کے وجود کا ہر ایک کے لیے ضروری نہیں کہ اس کا علم بھی ممکن ہے کہ ان حضرات کو ان کی بابت علم نہ پہنچا ہو اور یہ عقل کے عین مطابق بھی ہے اس لیے کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مستور الحال رکھنا منظور تھا اور ان کی موجودگی میں سوائے چند گنتی کے حضرات کے باقیوں سے آپ مستور الحال رہے وہ دور خود بھی ایسا تھا کہ بہت سے مشاہیر سے اکثر لوگ بے خبر رہتے تھے آج کے روشن دور بھی بہت سی شخصیات سے اکثر بے خبر ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی علاقہ کے رہنے والے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اکثر دوسروں کے حالات سے بے خبر ہوتے ہیں اور وہ روایات جو سیدنا اُویس

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہیں ۔

اکثر تو وہ ہیں جو آئمہ مذکورین کو پہنچی نہیں اگر پہنچی ہیں تو وہ ان کے شرائط کے مطابق نہیں اسی لیے انکا انکار اپنی جگہ یہ صحیح ہے ۔

سوال امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باصطلاح محدثین "فی اسنادہ نظر" کہہ کر مجروح کیا ہے ؟

جواب امام ذہبی میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو کوئی روایت ہی نہیں کی ہے جو ان کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی بحث اٹھائی جائے اگر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی ضعفاء میں لکھا ہوتا تو میں قطعاً اُن کا ذکر ہی نہ کرتا کیوں کہ وہ اولیائے غیر معروفین سے ہیں ۔

سوال یہ غلط ہے کیونکہ حضرت حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے ایک حدیث نقل کی ہے ۔

جواب ضروری نہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ یا کسی اور محدث کو تمام مرویات پہنچی ہوں بالغرض تسلیم پہنچی ہو تو کہاں ضروری ہے کہ وہ حدیث اس کی شرائط پر ہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرائط سب کو معلوم ہیں ممکن ہے کہ ان کو یہ روایت اپنی شرائط پر قابل قبول نہ ہو ۔

نیز طبقات ابن ابی سعد میں لکھا ہے کہ اویس ثقہ ہیں گو ان سے کوئی حدیث مروی نہیں حدیث کا مروی نہ ہوتا ثقہ ہونے کے خلاف نہیں حضرت

سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام صحابہ ثقہ ہیں لیکن سب سے حدیث مروی نہیں اور یہ بھی ابن سعد کا اپنا قول ہے اور اپنا خیال ہے ورنہ حلیہ میں روایت مروی موجود ہے

دانت توڑنا

بہت مشہور واقعہ ہے کہ جب سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو مشرکین نے جنگ اُحد میں پتھر مارے تو آپ کے آگے کے دانت شہید ہو گئے تو سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے دانت توڑ ڈالے۔"

اس واقعہ کا بعض اہل علم کو انکار ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ معدن العدنی اور موضوعات کبیر میں اس روایت کی تردید کی ہے لیکن اہل بصیرت اور انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ روایت معنیً صحیح معلوم ہوتی ہے شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی چیز کسی ایک کے ہاں ثابت نہ ہو تو اس سے لازم نہیں کہ فی نفسہٖ وہ صحیح بھی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ روایت سینہ بہ سینہ مشائخ کو پہنچی ہو"۔

عشق میں اتنا یکتائی ہو جاتی ہے کہ جب محبوب کو کوئی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو عاشق کو بھی وہی عارضہ ضرور پہنچتا ہے چنانچہ لیلیٰ کا فصد مجنوں کے جسم پر اثر انداز ہو رہا ہے بعینہٖ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی کیفیت تھی۔

چنانچہ ایک صاحب کشف کے مریدین آپس میں اس روایت کو بیان کر رہے ہیں جب وہ فارغ ہوئے تو مرشد نے ان کو بلا کر فرمایا کہ میں نے تمہاری اس بحث کے وقت سیدنا حضرت اویس قرنی رضی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے شرف ہوا تو اس واقعہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ جب میرے آقا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر یہ صدمہ ہو رہا تھا تو میرے دانت خود بخود جھڑ گئے۔

تحقیق مزید

محدثین کرام کا ایک معیار ہے جو بحیثیت سند کے ان تک محدود ہے اگر اسلام کے ہر مسئلہ کو ان کے معیار پر رکھا جائے تو اکثر مسائل بالخصوص صوفیانہ پروگرام ختم ہو جاتا ہے مثلاً سلاسل طیبہ میں اویسیہ سلسلہ کا دارومدار سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر ہے لیکن بعض محدثین بلکہ خود امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے وجود کے قائل نہیں ہیں اور سلاسل (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کا دارومدار سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہے لیکن بعض محدثین ان کی اس کی تردید میں محدثین کی بلند پایہ تصانیف میں موجود ہیں اور بعض محدثین ان کی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فیض پانے کے قائل نہیں ہیں ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ منکرین میں سے ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے بڑے بڑے محدثین، فقہاء مجتہدین کی بلند پایہ تصانیف موجود ہیں ملا علی قاری اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ سرے سے منکرین سے ہیں اور محدثین، فقہاء، مجتہدین کی تصریحات بلکہ تصنیفات ہیں سلسلہ نقشبندیہ کا دارومدار سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیضیاب ہیں لیکن ان کے خلیفہ اوّل حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان سے ملاقات کے بہت سے محدثین منکر ہیں اسی لیے صوفیاء کے اصول کو جب تک نہ مانا جائے گا بات نہ بنے گی اور صوفیائے کرام کا اس بارہ میں کشف والہام کو بہت دخل ہے اور اہل کشف تمام کے تمام سیدنا اویس

قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ پر متفق ہیں،،

سوال یہ روایت مذکورہ سرے سے ہی — صحیح نہیں ہے۔

جواب یہ روائیت محدثین کرام کے شرائط پر صحیح اور مستند نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اہل حدیث کا یہ ارشاد بھی ہے اور قاعدہ کلیہ بھی شرائط پر کسی حدیث کا صحیح نہ ہونا نفس مضمون کی انکار بھی صحیح نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسرے طریقہ سے صحیح ہو مثلاً کشف والہام سے یا ان راویوں سے کہ جن کا ہمیں علم نہ ہو یا وہ ہمارے نزدیک غیر مستند ہوں لیکن درحقیقت وہ مستند اور معتمد ہوں اسی لیے ایسی روایات کا انکار کرنا بدقسمتی و محرومی کی علامت ہے مذکورہ بالا روایت کو مولانا روم جیسے اکابر نے نقل کیا ہے فلہذا انکار محرومی و بدقسمتی اور پھر بدبختی کی علامت بیّن ہے۔

(ف) کشف والہام اگرچہ اہل شرع کے لیے حجت نہیں یعنی ان کے احکام و مسائل کا استنباط نہیں کیا جاسکتا لیکن صوفیاء کے نزدیک کشف والہام حجت ہے (حاشیہ نبراس شرح عقائد)

اور آج تک تمام اولیاء علماء آپ کے دانتوں کی موجودگی کے قائل ہیں جو تبرکات کے طور پر آج بھی بادشاہی مسجد لاہور میں موجود ہیں بلکہ اس پتھر کی موجودگی ثابت ہے چنانچہ صاحب سہیل یمنی لکھتے ہیں۔

کہ منقول ہے کہ وہ پتھر جس سے جناب خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنے دندان مبارک توڑے تھے آپ کے اس مزار یمن کے ایک دیچے

ہیں موجود ہے،، واللہ اعلم!

دعائے مغنی

دعائے مغنی دو ہیں ایک یہی جو ہم نے سلسلہ اویسیہ والوں کے لیے فقیر اویسی غفرلہ نے لکھ دی ہے دوسری اس سے زیادہ زیادہ طویل ہے۔ مستند و معتمد علیہ اہل سلسلۂ اویسیہ کے لیے کہ کسی شیخ کامل یا سُنّی عالم باعمل سے اجازت لی جائے زکوٰۃ کے بعد وِرد وظائف زیادہ مناسب ہے اور زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہے۔

خواص

اس کا عامل نہ صرف دنیاداروں سے بے نیاز ہو کر تونگر ہو جاتا ہے بلکہ اس کے تمام دینی و دنیوی حاجات و مہمات رفع ہو جاتے ہیں اور آفات ارضی و سماوی سے شیخ ابو سلمان دارانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

جب کسی کو امر کے پورا کرنے کی خواہش ہو تو اسے چاہیے کہ پاک و صاف اور باوضو ہو کر بعد نماز درود شریف پڑھ کر اس دعاء کو شروع کرے اور بعد دعاء درود شریف پڑھ کر درگاہِ الٰہی میں اپنی خواہش کا اظہار کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی خواہش پوری ہو جائے گی۔

شان درود

اس دعاء کے عمل کا طریقہ اگرچہ معلوم نہیں ہو سکا لیکن آپ کے معتقدین

میں تنگ دستی کی مصیبت سے مسافرت میں بیماری سے محفوظ رکھے گا "

دیگر صاحب لطائف نفیسہ نے لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل دعاء ایک ورق پر مجھے ملی ہے جو بزرگانِ سلسلہ اویسیہ سے ہے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ قَلْبِیْ مَرِیْضٌ فَصَحِّحْهُ وَفَا
وَفَاسِدٌ فَاَصْلِحْهُ وَمُظْلِمٌ فَنَوِّرْهُ وَعَمِیٌّ فَبَصِّرْهُ
وَنَسَ فَطَهِّرْهُ وَضَرَابَ فَعَمِّرْهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ
الْاِیْمَانَ الْکَامِلَ بِكَ وَنَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ عَنِ
الْبَلَاءِ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ
وَّاٰلِهٖ واصحابہٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط "

اس دعاء کا وردِ صفائی قلب و تجلّی باطن حاصل ہونے کا باعث ہے

صلوٰۃ اویسؒ مع ترکیب

عمل بطریق نماز بھی آپ سے منسوب ہے جیسے صاحبِ مفتاح الجنان نے نقل کیا ہے۔

یہ نماز ماہِ رجب المرجب کی تیسری ۳ چوتھی ۴ ، پانچویں ۵ ، تیرھویں ۱۳ ، اور چودھویں ۱۴ ، پندرھویں ۱۵ تیئسویں ۲۳ ، چوبیسویں ۲۴ اور پچیسویں ۲۵ شب کو پڑھی جاتی ہے نماز ہذا بارہ رکعت اور تین سلام پر مبنی ہے جس کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ :-

بروقت چاشت غسل اور وضو کے بعد پہلے چار رکعت کی نیت کی جائے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) کے بعد قرآن مجید کی کوئی سورت

سے سنا گیا ہے کہ سلسلۂ اُویسیہ کا کوئی بزرگ دنیا کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے چالیس دن اس دعائے مغنی کا اس طریق سے وِرد کیا کہ پہلے روز ایک دفعہ پڑھی دوسرے روز دو دفعہ تیسرے روز تین دفعہ چوتھے روز چار دفعہ اسی طریق سے ہر روز ایک کی تعداد بڑھاتے گئے حتیٰ کہ چالیسویں دن چالیس دفعہ پڑھی تو اس کی دعاء کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو نہ فقط فقر و فاقہ کی مصیبت سے نجات دی بلکہ تونگر و غنی کر دی۔

برائے اویسیان

اس دعاء کے کلمات " بِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِىْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِىْ يَا كَافِىَ اَكْفِنِى الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِالدنیا وَالْاٰخِرَةِ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا ط

میں اجابت کا اثر ہے اس لیے جو شخص کسی خاص مہم کے لیے اسے پڑھے وہ ان کلمات کو سربسجود ہو کر تین بار بحضور دل ادا کرے انشاءاللہ تعالیٰ پڑھنے والا کا دلی مطلب حاصل ہو جائے گا۔

دیگر دعاء مندرجہ ذیل دُعاء بھی آپ سے منسوب ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ فِى الشروع فی اعوذبک من الغفلۃ فی الغربۃ۔

اسناد اس دعاء کا طریق عمل بعض اسناد کے مطابق یہ ہے کہ بعد ہر نماز کے اسے اگر پانچ دفعہ پڑھنے کا ورد قرار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو جان کنی کے وقت کفر سے بچا لیے

تلاوت کر کے بعد سلام ستّر بار پڑھے۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ
لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

پھر چار رکعت نماز کی نیت باندھے ہر رکعت میں ایک بار الحمد شریف اور اس کے ساتھ ہی سورۃ نصر ایک بار پڑھ کر بعد از سلام ستّر بار اقوی معین واحدی دلیل وایاک نستعین پڑھے۔ پھر چار رکعت کی نیت باندھے ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر بعد سلام ستّر بار سورۃ الم نشرح پڑھے اور ہاتھ سینہ پر رکھ کر جو حاجت اللہ تعالیٰ کو ہی حاجت روا سمجھ کر دعاء کرے۔

نماز اویس کے فائدے

تین دن تک اس طریق پر یہ نماز پڑھی جائے تو ہر خواہش بہ فضل ایزدی پوری ہو سکتی ہے لیکن ہر روز غسل کر کے وقت سے نماز ادا کر لینے تک کسی قسم کا کلام نہ کیا جائے۔

حکایت حضرت مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دار العلوم میں معین الدین نامی بڑا دانش مند تھا ہر مسئلہ کا جواب لا جواب دیا کرتا مناظروں، مباحثوں میں بھی اکثر اس کی تقریر نہایت شستہ ہوتی تھی ان سے سوال ہوا کہ آپ نے یہ علمی کامیابی کہاں سے پائی فرمایا کہ میں نماز اویس پڑھا کرتا تھا اور دعاء کرتا کہ الٰہی میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور نہ علم نہ پڑھ سکا اب اس نماز کے صدقے مجھ سے ابواب علوم کھول دے

یہ اسی نماز کی برکت ہے کہ اب جو مسئلہ مجھ سے پوچھا جاتا ہے میں اس کا اچھی طرح سے جواب دیتا ہوں (حیاتِ اویس ص۵۱)

دعائے مستجاب سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یہ دعاء پڑھے گا خدا تعالےٰ اس کو بہشت عطا فرمائے گا اگر بہشت میں نہ گیا تو وہ قیامت کے روز میرا دامن پکڑے دعاء یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یا من لا یطھّرہٗ طاعتی ولا تضرّہٗ معصیتی فھب لی ما لا یطھّرک واغفرلی مالا یضرّک برحمتک یا اَرْحَمُ الراحمین[1] ط

دعائے مغنی کا طریق دعوت و زکوٰۃ

ایک علیحدہ مکان میں زیر آسمان اوّل غسل و وضو کر کے پاکیزہ کپڑے پہنے اور خوشبو لگا کر دوّ رکعت نماز بہ نیت نفل اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سات یا ستّر بار دعائے سبحان اللہ پڑھے پھر سر

---

[1] تلقین لدنی اردو۔ (اویسی غفرلہٗ)

برہنہ ہوکر ایک ہزار مرتبہ دعائے مغنی پڑھ کر دعوت ختم کرے اور جب تک پڑھتا رہے برابر خوشبو جلاتا رہے بعد ازاں بعد نماز صبح ایک مرتبہ یا سات یا گیارہ مرتبہ روزانہ پڑھ لیا کرے خدا چاہے جملہ مہمات دینی و دنیوی آسان ہوتی رہیں گی اور پڑھنے والا چند ہی روز میں غنی ہو جائے گا اور مرتے وقت ایمان کامل نصیب ہوگا لیکن ۔

پرہیز گوشت گائے، پیاز، لہسن، مچھلی، انڈے وغیرہ کا ہمیشہ پرہیز رکھے"

دعائے سبحان اللّٰہ

سُبحَانَ اللّٰہ وَالحَمدُ لِلّٰہ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ ط وَلَا حول ولا قوّۃ الا باللّٰہ الحلی العظیم واذا سئالک عبادی عنّی فانّی قریبٌ اجیبُ دعوۃ الدّاع اذا دعان فلیستجیبُوا لی والیومنوابی لعلّھم یرشدون یا غیاثی عند کل کربۃٍ ومعاذی عند کلّ شدّۃٍ و مجیبی عند کلّ دعوۃٍ و مونسی عند کلّ وحشۃٍ ویا رجائی حین تنقطع حیلتی یا غیاثی ہ

دعائے مغنی باترجمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ
اے اللہ رحمت نازل کر حضرت محمد پر اور اولاد محمد پر اور برکت دے
بَارِکۡ وَسَلِّمۡ وَبِکَ اَسۡتَغِیۡثُ فَاَغِثۡنِیۡ وَعَلَیۡکَ
اور سلامتی اور تجھ پر سے فریاد چاہتا ہوں پس پہنچ تو میری
تَوَکَّلۡتُ : فَاکۡفِنِیۡ یَاکَافِیۡ اَکۡفِنِیۡ الۡمُھِمَّاتِ
فریاد کو اور تجھ پر بھروسہ کیا میں نے پس کفایت کر میری

اے کافی کفایت کر مجھے میری مشکلوں میں ۔
مِنۡ اَمۡرِ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَیَا رَحۡمٰنَ الدُّنۡیَا
کام میں دنیا کے اور آخرت کے اور اے رحم کرنے والے
وَالۡاٰخِرَۃِ وَیَا رَحِیۡمَھُمَا اَنَا عَبۡدُکَ بِبَابِکَ
دنیا اور آخرت کے اور اے مہربان ان دونوں کے میں تیرا بندہ ہوں
فَقِیۡرُکَ بِبَابِکَ سَائِلُکَ بِبَابِکَ ذَلِیۡلُکَ بِبَابِکَ
تیرے دروازہ کا تیرا فقیر ہوں تیرے دروازہ پر تیرا سائل تیرے دروازہ پر
مِسۡکِیۡنُکَ بِبَابِکَ ضَعِیۡفُکَ بِبَابِکَ ضَیۡفُکَ
تیرا ذلیل ہوں تیرے در پر تیرا قیدی ہوں تیرے در پر تیرا مسکین ہوں تیرے در پر ناتوان
بِبَابِکَ یَا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ط الطَّالِعُ
ہوں تیرے در پر تیرا مہمان ہوں تیرے در پر پروردگار جہانوں کے بدکردار ہوں
یَا غِیَاثَ الۡمُسۡتَغِیۡثِیۡنَ مَھۡمُوۡمُکَ بِبَابِکَ یَا

كَاشِفُ كُرْبِ الْمَكْرُوبِيْنَ ە عَاصِيْكَ بِبَابِكَ
يَا طَالِبَ الْبَارِيْنَ الْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ
تیرے در کا اے فریاد رس فریاد چاہنے والوں کے تیرا اندوہگین ہوں تیرے
كَاشِفُ كُرْبِ الْمَكْرُوبِيْنَ ە عَاصِيْكَ بِبَابِكَ
در پر اے کھولنے والے پریشانیوں کے پریشان کو تیرا گناہ گار ہوں تیرے در پر
يَا طَالِبَ الْبَارِّيْنَ الْمُقِرُّ بِبَابِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ
اے کھولنے اور چاہنے والے نیک کاروں کے اقرار کرنے والا ہوں تیرے در پر اے
اَلْخَاطِئُ بِبَابِكَ يَا غَافِرَ الْمُذْنِبِيْنَ اَلْمُعْتَرِفُ
بڑے رحم کرنے والے کرنے والوں کے خطا کار ہوں تیرے در پر اے
بِبَابِكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ە اَلظَّالِمُ بِبَابِكَ يَا مَنْ
بخشنے والے گناہگاروں کے خطا کا اقرار کرنے والا ہوں تیرے در کا اے پروردگار
اَلطَّالِبِيْنَ ە اَلْمُسِيْئُ بِبَابِكَ اَلْبَائِسُ بِبَابِكَ..
جہانوں کے ظلم کرنے والا ہوں تیرے در پر اے جائے امن طالبوں کے خطاوار ہوں
اَلْخَاشِعُ بِبَابِكَ اِرْحَمْنِيْ يَا مَوْلَايَ اَنْتَ
تیرے در پر محتاج ہوں تیرے در پر عاجزی کرنے والا ہوں تیرے در پر رحم کو مجھ پر اے
اَلْغَافِرُ وَاَنَا الْمُسِيْئُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمُسِيْئَ اِلَّا
میرے مولا تو بخشنے والا ہے اور میں خطا کار ہوں اور کون رحم کرتا ہے گناہ گار پر سوا
اَلْغَافِرُ مَوْلَايَ اَنْتَ الرَّبُّ وَاَنَا
بخشنے والے کے اے میرے مولا تو پروردگار ہے اور میں بندہ
اَلْعَبْدُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْعَبْدَ اِلَّا الرَّبُّ و
پر سوائے مالک کے اے میرے پروردگار ! اور

مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْمَالِکُ وَاَنَا الْمَمْلُوْکُ

میرے مولا اے میرے مولا تو مالک ہے اور میں بندہ اور کون رحم کرتا ہے

اِلَّا الْمَالِکُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا

بندہ پر سوائے مالک کے اے میرے مولا تو غالب ہے اور میں ذلیل اور میں۔

الذَّلِیْلُ وَھَلْ یَرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّا الْعَزِیْزُ مَوْلَایَ

کون رحم کرتا ہے ذلیل پر سوائے غالب کے اے میرے مولا

مَوْلَایَ اَنْتَ الْقَوِیُّ وَاَنَا الضَّعِیْفُ وَھَلْ یَرْحَمُ

اے میرے مولا تو قوی ہے اور میں کمزور اور کون رحم کرتا ہے کمزور پر

الضَّعِیْفَ اِلَّا الْقَوِیُّ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ

اے میرے مولا اے میرے مولا ! تو بخشش والا ہے

الْکَرِیْمُ وَاَنَا اللَّئِیْمُ وَھَلْ یَرْحَمُ اللَّئِیْمَ

اور میں نااہل اور کون اور کون رحم کرتا ہے۔

اِلَّا الْکَرِیْمُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الرَّزَّاقُ

نااہل پر سوائے بخشش والے کے اے میرے مولا اے میرے مولا تو رزق

وَاَنَا الْمَرْزُوْقُ وَھَلْ یَرْحَمُ الْمَرْزُوْقَ اِلَّا

دینے والا ہے اور میں روزی دیا گیا ہوں اور کون رحم کرتا ہے روزی دیے

الرَّازِقُ مَوْلَایَ مَوْلَایَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا

گئے پر مگر روزی دینے والا اے میرے مولا اے میرے مولا یہ کہ

الذَّلِیْلُ وَاَنْتَ الْغَفُوْرُ وَاَنَا الْمُذْنِبُ وَاَنْتَ الْقَوِیُّ

تو غالب ہے اور میں خوار اور تو بخشنے والا ہے اور میں گناہگار اور تو توانا ہے

وَاَنَا الضَّعِیْفُ اِلٰھِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانَ فِیْ ظُلْمَةِ

اور میں ناتوان اے میرے اللہ امان دے امان اندھیرے میں قبر کے

الْقُبُوْرِ وَضِيْقِهَا ٥ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانَ

اور تنگی میں ان کی اے اللہ میرے امان دے امان

عَنْ سُؤَالِ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ وَهَيْبَتِهِمَا اِلٰهِیْ

بروقت سوال منکر و نکیر اور ان کی ہیبت کے اے اللہ میرے

الْاَمَانَ الْاَمَانَ عِنْدَ وَحْشَةِ الْقُبُوْرِ وَ

امان دے امان بروقت وحشت قبروں کے اور ان کی سختی کے

شِدَّتِهَا اِلٰهِیْ الْاَمَانَ الْاَمَانُ فِیْ يَوْمٍ

اے میرے اللہ امان دے امان اس دن میں کہ

كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اِلٰهِیْ

جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی اے میرے اللہ

الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ

امان دے امان جس دن پھونکا جائے گا صور!

فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

پس بے ہوش ہو کر گریں گے جو لوگ آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں مگر جن

شَآءَ اللّٰهُ ٥ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمٍ

کو چاہے اللہ اے اللہ میرے امان دے امان جس دن

زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

ہلائی جائے زمین بھونچال سے اے اللہ میرے امان دے امان

يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِیْ الْاَمَانُ الْاَمَانُ

جس دن پھٹیں گے آسمان ساتھ بادلوں کے اے میرے اللہ امان دے امان

يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ اِلٰهِی الْاَمَانُ الْاَمَانُ
جس دن پھٹیں گے آسمان ساتھ بادلوں کے لئے میرے اللہ امان دے امان
يَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ اِلٰهِی
جس دن لپیٹے جائیں جائیں آسمان جس طرح سے لپیٹے جلتے ہیں قبالے کاغذ کے
الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ
اے اللہ میرے امان دے امان جس دن بدلی جائے گی زمین اور زمین سے آسمان اور
وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ اِلٰهِی
حاضر ہوں لوگ سامنے اللہ کیلئے زبردست کے اے اللہ
الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ
امان دے امان اس دن کہ دیکھے گا آدمی جو کچھ آگے بھیجا اس کے
يَدَاهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِی كُنْتُ تُرَابًا اِلٰهِی
ہاتھوں نے اور کہے گا کافر اے کاش میں ہوتا مٹی اے اللہ میرے
الْاَمَانُ الْاَمَانُ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا
امان دے امان اس دن کہ ندا کی جائے گی عرش اور نہ لڑکے مگر
مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اِلٰهِی الْاَمَانُ الْاَمَانُ
جو لوگ آئیں گے اللہ کے پاس ساتھ قلب سلیم کے الٰہی امان دے امان
يَوْمَ يُنَادِی مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ اَيْنَ الْعَاصُوْنَ وَاَيْنَ
اس دن کہ ندا کی جائے گی عرش کے اندر سے کہاں ہیں گنہگار اور کہاں ہیں
الْمُذْنِبُوْنَ وَاَيْنَ الْخَالِفُوْنَ وَاَيْنَ الْخٰسِرُوْنَ هَلُمُّوْا
اور کہاں ہیں ڈرانے والے اور کہاں ہیں نقصان پانے والے چلو حساب کیلئے
اِلَی الْحِسَابِ اَنْتَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ

تو جانتا ہے میرے پوشیدہ اور میرے ظاہر کو پس قبول کر میرا
مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ سہ بار بخواند فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ یَا
عذر اور تو جانتا ہے میری حاجت تین بار پڑھے (پس عطا کر میرا سوال
اِلٰھِیْ اٰہْ مِنْ کَثْرَۃِ الذُّنُوْبِ وَالْعِصْیَانِ اٰہْ مِنْ
اے اللہ میرے افسوس سے زیادتی گناہوں اور خطاؤں سے افسوس ہے
کَثْرَۃِ الظُّلْمِ وَالْجَفَآءِ اَلَا مِنْ کَثْرَۃِ النَّفْسِ وَ
زیادتی ظلم اور جفاء سے افسوس ہے نفس بھلگے ہوئے سے اور
لَطُوْدَۃِ اٰہْ مِنَ النَّفْسِ الْمُتَبُوْعَۃِ لِلْھَوٰی اٰہْ مِنَ الْھَوٰی
افسوس ہے کہ نفس فرماں بردار خواہش کا افسوس ہے۔ خواہش سے
سہ بار بخواند اَغِثْنِیْ یَا مُغِیْثُ عِنْدَ تَغَیُّرِ حَالِیْ سہ بار بخواند
تین بار پڑھے اے اللہ پہنچ گئی فریاد کو اے فریاد رس وقت تغیر میرے حال کے
اِلٰھِیْ اِنَّہٗ عَبْدُکَ الْمُذْنِبُ الْمُجْرِمُ الْمُخْطِیُٔ اَجِرْنِیْ
اے اللہ میرے بے شک میں تیرا بندہ ہوں گناہگار مجرم خطا کار ہوں مجھ خطا کار کے گناہ
مِنَ النَّارِ ہ یَا مُجِیْرُ یَا مُجِیْرُ ہ اَللّٰھُمَّ اِنْ تَرْحَمْنِیْ
پناہ دے مجھ کو دوزخ سے اے پناہ دینے والے اے اللہ میرے
فَاَنْتَ اَھْلٌ وَاِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا اَھْلٌ فَارْحَمْنِیْ
اگر تو رحم کرے گا مجھ پر پس تو لائق عذاب کے لیے اور اگر عذاب کرے گا مجھ پر
یَا اَھْلَ التَّقْوٰی وَیَا اَھْلَ الْمَغْفِرَۃِ وَیَا اَرْحَمَ !
تو میں لائق اس کا ہوں پس رحم کر تو مجھ پر اے صاحب ترس۔ اور
الرَّاحِمِیْنَ ہ وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ ہ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ
اے صاحب بخشش اور اے بڑے رحم کرنے والوں سے

نِعْمَ الْوَكِيْلُ ۵ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (۵)

اور اچھے بخشنے والے کافی ہے مجھ کو اللہ اور اچھا نگہبان ہے اچھا مالک

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

اور اچھا مددگار ہے اور رحمت کاملہ نازل کرے اللہ تعالیٰ اپنے بہترین مخلوق

اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۵

پر کہ حضرت محمد ہیں اور ان کی اولاد اور ان کے یاروں پر سب پر اپنی رحمت سے اے بڑے رحم کرنے والے

نوٹ دعائے مغنی کے پڑھنے کے طریقے جو یہاں درج کیے گئے ہیں یہی معمولات مشائخ میں چلے آتے ہیں ممکن ہے کہ اور بھی طریقے ہوں جن کو ان بزرگوں نے زبانی تلقین پر منحصر رکھا ہو لہذا سلسلۂ اولیسیہ کے معتقدین و مریدین کو چاہیے کہ اپنے شیخ یا کسی دوسرے بزرگ سے اس کے پڑھنے کی خاص طور پر اجازت حاصل کرے اور شرائط مندرجہ کتاب ہذا کی پوری پوری پابندی کرے۔

دعائے دیگر

ایک اور دعاء بھی حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منسوب کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے ۔

- اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكُفْرِ فِی النَّزْعِ وَاعوذبِكَ مِن العلّۃِ فِی الغربۃِ ؕ ۔

اس دعا کی اسناد میں اس طرح سے لکھا ہے کہ جو کوئی اس دعاء کو پانچوں وقت کی نماز کے بعد پانچ پانچ بار روزانہ پڑھا کرے اور ہمیشہ کے لیے اپنا وِرد و معمول کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جان کندنی کے وقت بلائے کفر سے اور بڑھاپے میں فقر و فاقہ کی تکلیف سے اور مسافرت میں بیماری سے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے اور یہی تینوں بلائیں بدترین بلائیں شمار ہوتی ہیں ۔

ایک اور دعاء

اَللّٰھُمَّ انّ قلبی مریضٌ فصحّحہ وَفاسدٌ فاصلحہٗ ومظلمٌ فنوّرہٗ وَ عمیٌ فبصّرہٗ ورنسٌ فطھّرہٗ وخرابٌ فعمّرہٗ اَللّٰھُمَّ اِنّا نسئلکَ الایمان الکامل بِکَ ونسئلکَ العصمۃ عن البلاء وصلّی اللہ تعالیٰ عَلٰی خیرِ خلقِہٖ محمّدٍ وّاٰلہٖ واصحابہٖ اجمعینَ ؕ)

یہ بھی حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے منسوب کی جاتی ہے جو ایک ورق پر لکھی ہوئی ملی ہے اور تصفیہ قلب اور تجلیہ باطن کے واسطے اس کو تنہا پڑھنا مفید ہے ۔

(اذکار)

سلسلۂ اُولیہ

ذکرِ خفی

جب سالک کے دل کی چربی دور ہو کر زندہ ہو جائے۔ تو چاہیئے کہ فوراً ہی پاس انفاس شروع کر دے یعنی سانس کو زور زور سے کھینچ کر دماغ میں لے جائے اگر سانس رکنے لگے تو اتنا آہستہ آہستہ سانس لینے لگے کہ اس کا احساس تک نہ ہو اس کو سکون کہتے ہیں۔ اور یہی ذکرِ خفی کہلاتا ہے اور یہی طریقہ سلسلۂ اویسیہ میں مروج ہے اور اس کو ذکرِ اویسیہ بھی کہتے ہیں۔

پاس انفاس

اس ذکر سے بہت سے اولیاء منزلِ مقصود کو پہنچے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

" کلمہ لَاۤ اِلٰہَ " کو سانس کے نیچے زمین کی طرف لے جانے اور اِلَّا اللہ " کو اوپر کے سانس کے ساتھ مغرب (بائیں جانب کھینچے یہاں تک کہ سانس خود بخود ذکر کرنے لگے اور چاہیے کہ سانس کھینچے وقت نظروں پر رہے اور زبان کو ہلائے بغیر سانس سے اس قدر ذکر کرے کہ خود سانس ذکر بن جائے یہ شغل اٹھتے بیٹھتے ہر وقت جاری رہے یہاں تک کہ نیند میں بھی جاری رہے "

ذکرِ جلی

ذکرِ اویسیہ کے کمال کی یہ علامت یہ ہے کہ جس شخص کو یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کا سانس ناک کے نتھنوں سے نکلنے لگتا ہے اور اسمِ ذات سانس کے ساتھ بڑے زور شور سے جاری ہو جاتا ہے یہ حالت طریقۂ اویسیہ میں اوّل اوّل تو بے شک پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعدہٗ یہ ذکر کسی کے تو ناک سے منتقل ہو کر اس کے دل میں پہنچ جاتا ہے یعنی اس کا دل جاری ہو جاتا ہے اور کسی کے دماغ میں پہنچ کر اثر پذیر ہوتا ہے اور کسی کی پہلی حالت ہی آخر دم تک قائم رہتی ہے

اور یہ ذکر جلی کہلاتا ہے۔

مذکورہ بالا بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ سلسلۂ اویسیہ کے بزرگوں میں دونوں طریقے یعنی ذکر خفی اور ذکر جلی مروج ہیں۔

سلطان العارفین حضرت شاہ جلال الدین محمد نور اللہ مرقدہ کتاب گلزار جلالی میں ذکر خفی کے ساتھ پاس انفاس کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور بھی بہت سے بزرگ کاملین کا یہی مقولہ ہے مثلاً حضرت شاہ قطب الدین قدس سرہٗ کتاب مقصود الطالبین میں اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر نامہ میں اور شیخ محمود رحمہ اللہ تعالیٰ بحر الرموز میں ذکر خفی ہے ہی سے پاس انفاس کو افضل بتاتے ہیں۔

ذکر انف (ناک سے ذکر کرنا)

بعض مشائخ اور علماء تو ناک سے ذکر جاری رکھنے کو سخت مذموم سمجھتے ہیں بلکہ ایسے ذاکر کو گناہگار اور کافر تک کہتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اور کہتے ہیں کہ چونکہ ناک غلاظت اور گندگی کے گزرنے کی جگہ ہے اور اسم ذات پاک کو ایسی جگہ سے گزارنا یقیناً تباہی اور ضلالت میں ڈال دیتا ہے اور گناہگار کر دیتا ہے اور اگر اس کو گناہ نہ جانیں اور اس پر استغفار نہ کریں تو نعوذ باللہ من ذالک کفر میں پڑ جانے کا اندیشہ ہے جیسا کہ مصنف محک الطالبین نے لکھا ہے کہ ناک کے راستہ سے ذکر کرنا بدعت اور حرام ہے اور یہ سلسلہ مہدویہ میں مشہور رہے ہے۔

مہدویہ

واضح ہو کہ یہ لفظ مہدویہ دراصل مہدی ہے لیکن چونکہ یہ لفظ دو سلسلوں سے منسوب ہو گیا ہے اس لیے دھوکا کھانے سے بچنے کے لیے مہدویہ اختیار کیا گیا اور مہدویہ سے مراد حضرت شیخ محمد عراقی قدس سرہٗ ہیں جنہوں نے عالم سکر اور غلبۂ حال میں انا مہدی کا دعوے کیا تھا۔

ازالہ وہم

ذکر انف کو بدعت اور یہ کہنا کہ سلسلۂ مہدویہ میں یہ بدعت جاری ہے یہ بڑی بھاری غلطی ہے اس لیے کہ یہ ایک معتبر اور صحیح ذکر ہے اور جو سلسلۂ اویسیہ کے لیے ہی مخصوص ہے جیسا کہ اس سے قبل حضرت شیخ عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال میں ذکر کیا گیا ہے اور یہ ذکر شیخ محمد عراقی قدس سرہٗ سے اس لیے منسوب ہے کہ آپ اویسی تھے اگرچہ سہروردی طریقہ بھی رکھتے ہیں۔

(جواب):- یہ بات علماء ظاہری کی ہے کہ جن کے باطن پر حقیقت کے آفتاب کا نور نہ چمکا ہو ورنہ یہ ہرگز بھی اس طرح سے نہ کہتے۔

اسم ذات

اسم ذات سبحانی لطائف و انوار اور عالم قدس و اسرار میں سے ہے اور جو کچھ بھی اس عالم ناسوت میں ہے سب کثیف و خبیث ہے اور لطیف کو کثیف سے کیا نسبت ہو سکتی ہے بقول ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

علاوہ ازیں ذاکر ذکر کے وقت بے اختیار مغلوب الحال اور فانی الصفت ہوتا ہے اور جو فانی الصفت اور مغلوب الحال ہو اس کو معذور جاننا چاہیے اس کو بدعتی اور گناہگار کہنا درست ہو سکتا نہیں۔

(ف) ۔ گلزار جلالی اور بحر الرموز میں لکھا ہے کہ اگرچہ اسم اللہ کا حروف اور آواز کے اعتبار سے نشان ہوتا ہے لیکن حقیقتاً وہ حضرتِ حدیث کا نمونہ ولباس ہوتا ہے کیونکہ اسی نام سے مسمّٰی ہوتا ہے اور یہی مطلب دال ہے مدلول پر یہیں سے اہل تحقیق کا مذہب لینا چاہیے کہ اسم عین مسمّٰی ہوتا نہیں تو کسی کو بھی اس سے چارہ نہیں اور کسی مومن کا ایمان درست نہ رہے یہ صوفیہ کا مذہب ہے متکلمین کہتے ہیں اسم مسمّٰی کا عین ہے نہ غیر تفصیل کتب کلامیہ جیسے شرح عقائد وغیرہ میں ہے ۔

(ف۲) ۔ اس سے ثابت ہوا کہ دال عین مدلول اور اسم عین مسمّٰی ہے اور مسمّٰی مدلول عین ذات احدیث حضرتِ حق سبحانہٗ ہے ۔

محققین کے ایک گروہ نے اپنی تصنیفات میں بہت کچھ اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے بالخصوص مولانا جامی قدس سرہٗ اپنی کتاب موسومہ لوائح وشرح لمعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا تقرب اور معیت تمام اشیاء اور اس کی ماہیت سے خواہ وہ اچھی ہوں یا بُری یکساں ہوتا ہے اور باوجود اس مشابہت کے ذات پاک میں کوئی خرابی واقع نہیں ہو سکتی جس طرح سے سورج کی روشنی باوجودیکہ ہر کثیف ولطیف پاک وناپاک پر یکساں پڑتی ہے مگر اس میں کوئی کمی نہیں آتی اور بدستور قائم رہتی ہے تو اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ "تنبیہ الغبی" میں لکھا ہے

(ف) کتاب مرأۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ قالب (بدن) کے ہر ذرّہ اور ہر جزو میں رُوح ہوتی ہے اور اسی سے سب اجزاء اور ذرّوں کی زندگی وابستہ ہوتی ہے اور باوجود اس کے کہ خون اور اجزائے خون قالب کے باطن میں ہوتا ہے روح کے پاک اور طاہر ہونے میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی رُوح پاک اور طاہر ہی رہتی ہے اسی طرح اسم ذات اور ذات حدیث جو ذاکر

کے وجود اور جملہ اجزائے وجود میں متصرف ہوتی ہے کہ آلائش وجود سے پاک اور طاہر رہتی ہے ۔

بحث خرقہ

تذکرۃ الاولیآء سلک السلوک، بحر الرموز، رسالہ مسعودیہ و مجالس المومنین وغیرہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خرقہ لا کر دیا تھا جس کی تفصیل گزری ہے مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

- ۱ مولانا علی حمزہ بن مالک بن حسن طوسی معروف بآزری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب جواہر الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت موسیٰ بن یزید الراعی سے اور انہوں نے حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے خرقہ پہنا تھا۔"

- ۲ شیخ عبداللہ مطری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب نورِ احمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ خرقہ پہنا تھا اور ان کو حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے مرحمت فرمایا تھا۔"

- ۳ رسالہ اشطاریہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے صرف پنج اقسام کے خرقے زیبِ تن فرمائے اور وہ یہ ہیں

خرقہ لبس العصمت

- جس کو جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لائے تھے اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ کو عنایت فرمایا تھا"۔

۲. خرقہ لبس الصنوت جو شب معراج میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مرحمت فرمایا تھا اور آپ نے حضرت سلمان فارسی کو عنایت فرمایا تھا۔

۳. خرقہ لبس النہمت جس پر آتش پرستوں نے آپ کی صورت بنی ہوئی دیکھی تھی اور جس روز حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل کو کشتی لڑکر پچھاڑا تھا اور آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر عیسائیوں نے یہ خرقہ آپ کو نذر کیا تھا آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔"

۴. خرقہ لبس الخشیت یہ خرقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جو بپشت نجاشی شاہِ حبشہ کو پہونچا تھا۔ اور اس نے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بھیجدیا تھا اور حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ خرقہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔"

۵. خرقہ اریان جس پر خود حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پیوند لگائے تھے۔ یہ خرقہ بھی حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔

۵. شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ اُویسی جعفری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جو جبہ متبرکہ خانوادۂ نیکو کارہ (اولاد شیخ عبداللہ نیکو کارہ) کے پاس ہے وہ حضرت قطب عالم مخدوم جہانیاں بخاری قدس سرہٗ کا ہے اور شیخ

عبداللہ نیکوکار آپ کے خلفاء میں سے تھے لیکن بعض مشائخ کہتے ہیں کہ یہ جبہ وُہی ہے جو حضور سردار دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھیجا تھا۔،،

۶ کلمات عین القضاۃ ہمدانی جو کتاب تمہیدات کے حاشیہ پر لکھے ہیں ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے جبّہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عنایت فرمایا تھا۔

خلاصہ بہرحال ان اقوال وروایات سے ثابت ہوگیا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت فخر موجودات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے خرقہ پہونچا تھا۔،،

بیان دندان شکنی

تذکرہ الاولیاء، جیوۃ الذاکرین، لوامع الانوار فی طبقات الاخیار وغیرہ معتبر کتب میں آپ کے دندان شکنی کا حال لکھا ہے مگر ملا علی قاری کتاب معدن العدنی میں اور ایک دوسرے رسالہ (جو انہوں نے موضوع احادیث کے بیان میں تصنیف کیا ہے) میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے دندان مبارک کے شہید ہونے کا حال سُنا۔ تو اُس کے رنج وملال میں اپنے تمام دانت توڑ ڈالے اس

کی کوئی اصلیت نہیں ہے اس لیے کہ یہ کام شریعتِ غرّا کے خلاف ہے اس لیے کسی صحابی نے ایسا نہیں کیا۔ اور اس کو عیب جانتے ہوئے بھی سوائے نادانوں کے یہ فعل کسی سے صادر نہیں ہو سکتا نیز خرقہ نبوی (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا آپ تک پہونچنا اور آپ سے دیگر مشائخ کو ملنا کسی معتمد اور معتبر حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی تلقینِ ذکرِ خفی وجلی ثابت ہے اور حضرات ابوبکر اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکرِ خفی وجلی ثابت ہے اور حضرات ابوبکر اور علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ذریعہ سے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے خرقہ کے پہونچنے کو منسوب کرنا بھی اس اہل سیر اور محدثین کے نزدیک صحیح نہیں ہے (از معدن العدنی)

● ۔ شرح احیاء العلوم اور ایک رسالہ مصنّفہ مولا علی قاری میں لکھا ہے کہ بقول عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث یہ ہے۔

"رنی لاجد نفس الرّحمٰن من قبل الیمن او جانب الیمن"، کی بھی کوئی اصلیّت معلوم نہیں ہوتی۔

جواب مولا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام سے یہ مطلب ہے کہ یہ واقعات احادیث سے ثابت نہیں ہوتے حالانکہ کتب سیر و مذاکرات مشائخ میں یہ واقعات بخوبی پائے جاتے ہیں۔ اور ثبوت کے لیے یہ کتب کافی ہیں۔ جس کے حوالہ جات اوپر مذکور ہوئے۔

سوال ● ۔ ملا علی قاری کے کلام سے یہ شبہ دار ہو سکتا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے

اور شیخ عبد اللہ مطری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ جیسے جلیل القدر اولیائے کاملین کی تصنیفات میں جو خرقہ پہونچے دندان مبارک توڑ ڈالنے اور **حدیث** " انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن او جانب الیمن " کا ذکر ہے وہ حق و صداقت سے دور اور غیر معتبر ہے اس لیے کہ نص حدیث سے ثابت نہیں ہے "

تحقیقی جواب

• سب جانتے کہ یہ حضرات کاملین میں سے تھے اور جس قدر علوم باطنی اور کشف و کرامت میں کامل تھے ان کو علوم ظاہری میں بھی اُسی قدر پوری پوری دسترس و کرامت و کمال حاصل تھا اس لیے جب ان حضرات نے ان روایات کو اپنی تصانیف میں درج فرمایا اور ان پر اعتبار کیا۔ تو پھر کس طرح ان کو غیر معتبر اور غلط مانا جائے اور غیر معتبر روایات کا لکھنا ان حضرات سے قطعی بعید تھا انہوں نے خود ہی پوری پوری تحقیق کے بعد ہی ان کو لکھا ہوگا بایں ہمہ اگر پھر بھی ان روایات کو معتبر نہ مانا جائے تو گویا ان بزرگوں کی ولایت اور کمال علمی سے انکار کرنا ہے اور ایسے اعتقادات سے معصیت اور ضلالت میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے

جواب ۲

• یہ ہو سکتا ہے کہ یہ روایات صاحب شریعت اور صحابہ کرام سے سینہ حضرات مشائخ تک پہنچی ہوں اور ان حضرات کے علم میں وہ صحیح اور معتبر ہوں اور ملا علی قاری کے احاطۂ علم میں نہ آئی ہو اور وہ ان کی تصدیق نہ کر سکے ہوں اس لیے کہ علم کی نہ کوئی حد ہے اور نہ ہی انتہاء

جیسا کہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے

رسائل و مکاتیب کے دسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز کسی شخص کے نزدیک ثابت نہ ہو تو اس سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے نزدیک ثابت نہ ہو پھر پچاسویں رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کو یا دونوں میں سے صرف ایک کو دیکھنا اور ان سے صحبت رکھنا ایسی معتبر روایات سے ثابت ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ ہو سکتا بلکہ یہاں تک بھی دلائل صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنی آخری عمر میں جنگِ صفین میں جاکر حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ سے بیعت کی تھی (اس کا مفصل ذکر آپ کی شہادت کے بیان میں درج ہے۔"

دندان شکنی کی عجیب روایت

- کتاب مواد الشرعیہ شرح شرعۃ الاسلام کی چالیسویں فصل میں دو شخصوں میں دوستی اور برادری کے حال میں ہے۔ کہ۔

"وان یکون نفساھما کنفسٍ واحدۃٍ امتزاجًا وایتلافًا حتّٰی یجد فی فمہ لذّۃ ماکل اخوہ"

ترجمہ: مزاجی اعتبار سے دو جانیں مثل ایک جان کے ہیں یہاں تک کہ اگر ایک ان میں سے کچھ کھاتا ہے تو دوسرا اس کی لذت محسوس کرتا ہے۔"

یہاں بھی ایسے ہوا کہ جب مشرکین قریش نے جنگِ حنین میں پیغمبر خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر پتھر مارے اور آپ کے آگے کے دندانِ مبارک شہید ہو گئے تو اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ سن کر اپنے دانت توڑ ڈالے"، یہ باتیں ایک بزرگ کے کچھ مرید خانقاہ سے باہر بیٹھے ہوئے کر رہے تھے وہ بزرگ اندر سے سن رہے تھے بعدہٗ شیخ نے مریدوں کو بُلا کر کہا کہ جس وقت تم یہ باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ میرے مرید کہہ رہے ہیں کہاں تک درست ہے فرمایا کہ میرے دانت بغیر توڑے خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیل منصوری

جب شیخ منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کے بھائیوں نے دار پر سے کھینچا تو اُن کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا۔ اس سے نقش انا الحق" پیدا ہو جاتا تھا اس عجیب روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دانت توڑے تھے بلکہ اس رشتہ معنوی اور تعلق روحی اور عشق ومحبت کے سبب جو اُن کو حضور سردار دو جہاں سے تھا آپ کے دندان مبارک خود ہی جھڑ گئے تھے۔

دلیل از عشق مجنون

- سچے عاشقوں کے حالات میں اس قسم کے واقعات بہت پائے جاتے ہیں مثلاً شیخ سعدی قدس سرہٗ مجنون کے حال میں ایک واقعہ لکھتے ہیں۔

شنیدستم کہ روزے گردِ لیلے
بقصد فصد سوئے نیش میلے
چو زد لیلے مجی نیش از پئے خوں
بہ وادی رفت خوں از دستِ مجنوں

فائدہ

مولانا عبداللہ انصاری رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ کتاب منہاج العابدین اور معراج المسلمین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا قصہ محبت و موقوف پر ہے اسی لیے تو چار دانت آپ کے ٹوٹے تھے جب کہ چار ہی دانت مبارک حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے شہید ہوئے تھے اور یہی روایت مشہور ہے ۔

دلیل عقلی از نقل

حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کا اپنے دانتوں کو حالتِ سکر اور غلبہ حال میں شہید کر ڈالنا جائز بھی ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے مغلوب الحال اور مست الست بزرگوں سے اس قسم کے خلاف شرع افعال اکثر سرزد ہوتے رہے ہیں مثلاً حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ سے تنویر لحیہ داڑھی صاف کرانا) خرقِ ثیاب (کپڑے پھاڑ ڈالنا) اور القاء دراہم دراہم آب (روپیہ، پیسوں کو دریا میں پھینک دینا) وغیرہ جیسے افعال خلاف شرح کا ذکر کتب سے ثابت ہے ۔

واقعات شیخ شبلی

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۱) حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک لڑکا تھا وہ مرگیا اس کی ماں نے رنج وغم سے اپنے سر کے بال نوچ ڈالے اور انہوں نے بھی اپنی داڑھی منڈوالی یہ حال سن کر اہل بغداد آپ کے پاس آپ کے لڑکے کی تعزیت کو نہیں آئے بلکہ آپ سے بیزاری کا اظہار کیا آپ نے فرمایا کہ ایک حدیث میں نے سنی ہے کہ جو شخص دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور خود غافل رہتا ہے وہ لعنت کا مستحق ہے اس لیے میں نے چاہا کہ لوگ میرے پاس تعزیت کے واسطے آئیں اور اناللہ وانا الیہ راجعون آکر کہیں اور ان کے دل حق سے غافل ہو کر میری وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں اسی لیے میں نے داڑھی صفا کرا کر خلقِ خدا کو اس لعنت سے بچالیا

شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ایک روز ان کو خیال آیا کہ تو بخیل ہے آپ نے اپنے دل میں عہد کر لیا آج جس قدر فتوح ہوگی کسی فقیر کو دے دوں گا چنانچہ اس روز پچاس دینار فتوح ہوگی کسی فقیر کو دے دیئے جو فقیر نائی سے سر منڈوا رہا تھا فقیر نے کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے اس نائی کو دے دو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اس کو تو بھی نہیں دیتا فقیر نے کہا اسی لیے تو کہا تھا کہ تو بخیل ہے تب آپ نے وہ

دینار اس نائی کے آگے رکھ دیئے نائی نے کہا کہ میں فقیروں کی حجامت اجرت لے کر نہیں بناتا پھر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی دیناروں کی تھیلی دریائے دجلہ میں ڈال دی اور کہا :۔

" ما اعزك احد الا اذلہ اللہ ؕ "

(ترجمہ) تجھ کو کسی نے عزت نہیں دی بے شک اللہ تعالیٰ نے اسکو ذلیل کیا

شیخ شبلی کی حاضر جوابی

● ۔ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے ایک دفعہ نیا لباس پہنا تو اس کا دامن کہیں سے ذرا سا پھاڑ لیا لوگوں نے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا کس علم کی رو سے نئے لباس کو پھاڑنے کا حکم ہے فرمایا کون سے علم کی رو سے گھوڑوں کی کوچیں کاٹ ڈالنے کا حکم ہے اور اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ ایک روز آپ گھوڑوں کو دیکھ رہے تھے دیکھتے دیکھتے نماز عصر کا وقت جاتا رہا۔ آپ نے اس کی پاداشں میں گھوڑوں کی کوچیں کٹوا ڈالیں (سورہ ص پارہ ۲۳)

اس قسم کی اور بھی بہت سی روائتیں مشہور ہیں اور غلبہ حال اور حالت سکر میں اکثر بزرگوں سے ظاہری شریعت کے خلاف افعال واقوال سرزد ہوئے ہیں جس میں وہ معذور سمجھے گئے ہیں لیکن ایسے خلاف شرح اقوال وافعال دوسروں کے لیے قابل اتباع واقتداء نہیں ہو سکتے۔

● ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے رسالہ مرج البحرین میں اس کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے۔

ان تمام واقعات اور حقائق کے پیش نظر حضرت خواجہ اُویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اپنے دانتوں کو توڑنے کا فعل کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ایسا ہی کرنے میں بوجہ غلبہ حال اور محبت کمال معذور تھے ان سے اس کا مواخذہ قطعی نہ ہوگا۔

سلسلہ اُویسیہ کے اعمال

● حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے طریقہ (سلسلہ اُویسیہ) کی بنیاد کس پر ہے فرمایا کہ سلسلہ اویسیہ کی بنا سات چیزوں پر ہے اور وہ سات اصول یہ ہیں

(۱) پیروی رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔
(۲) خلوۃ در انجمن۔
(۳) خاموشی در سخن۔
(۴) نظر بر قدم۔
(۵) ہوش در دم
(۶) زہر نوشی
(۷) پردہ پوشی

فائدہ ● اگرچہ یہ سب کلمات قدسی جوامع الکلم سے ہیں اور باوجود مختصر الفاظ میں ہونے کے اس قدر حقائق و معنی پر مشتمل

تھا کہ جس کے واسطے بڑی بڑی شرحوں کی ضرورت ہے تاہم کسی قدر معنی اور شرح ہر ایک کی اپنی بضاعت کے مطابق بیان کی جاتی ہے :،

پیروئ رسول (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

- تمام اکابر اولیاء اللہ اور صاحبِ تقویٰ حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ کوئی سعادتِ دارین کوئی فیض کوئی درجہ عرفان کوئی دولت ونعمت کشف وانوار اور اسرار الٰہی بغیر آپ کی پیروی کے حاصل و میسر نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بھی اس کی تاکید فرماتا ہے ۔ :

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۵" (القرآن)

ترجمہ :- کہہ دیجئے (اے محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے "،

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح فتوح الغیب میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رسالہ مرج البحرین میں اس کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا ہے ۔

ان تمام واقعات اور حقائق کے پیش نظر حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے دانتوں کو توڑنے کا فعل کس طرح ناجائز ہو سکتا ہے کیونکہ وہ حقیقتاً ایسا ہی کرنے میں بوجہ غلبہ حال اور محبتِ کمال معذور تھے ان سے اس کا مواخذہ قطعی نہ ہوگا ۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ کہ کہہ دیجئے اے محمد! (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہ اے میرے محب اور میرے محبوب اگر تم لوگ خدا کو دوست رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ اس کی درگاہ میں تم مخصوص ہو جاؤ کہ خدا تمہارا ہو جائے اور تم کو دوست رکھے تو تم پیروی کرو تاکہ تم کو خدا دوست رکھے تو تم میری پیروی کرو تاکہ تم کو خدا دوست رکھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم چاہو کہ خدا کے محب ہو جاؤ تو میری پیروی کرنے سے اس کے محب بلکہ محبوب ہو جاؤ گے۔

- ایک جگہ قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا ط،،

(ترجمہ) چنگل مارو اللہ کی رسی میں سب مل کر۔،،

- ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر حسینی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک حبل اللہ سے مراد قرآن ہے کہ اور بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر حسینی میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک حبل اللہ سے مراد قرآن ہے کہ اور بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ میں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کا ارشاد پایا جاتا ہے یعنی اس آیت شریف کا یہ مطلب ہوا کہ سب مل کر آپ کی موافقت و پیروی کریں کیونکہ جب تک آپ کی ظاہری اور باطنی پیروی نہ کی جائے گی اور مطلوب حقیقی حاصل نہیں ہوگا بقول (رباعی)

حقا کہ بے متابعتِ سید رسل
ہرگز کسے بمنزلِ مقصود رہ نیافت

از ہیچ در بہیچ درے رہ نمیدہند
آنرا کز آستانۂ او روئے دل تبافت

مولانا عبدالکریم چشتی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اے عزیز حضرت نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرنے یا ان کی پیروی کرنے کی تین اقسام ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے :-

(۱) الشریعۃ اقوالی -

(۲) والطریقۃ افعالی -

(۳) والحقیقۃ احوالی -

۱- اور حکم قرآن و حدیث کی دو اقسام ہیں بعضے حکم اچھے ہوتے ہیں اور بعضے زیادہ اچھے -

۱ پہلی قسم کو شریعت کہتے ہیں -

(۲) دوسری قسم کو طریقت کہتے ہیں -

(۳) اور شریعت و طریقت دونوں کا نتیجہ حقیقت کہلاتا ہے یہ تیسری قسم ہے جب سالک شریعت و طریقت دونوں میں مکمل ہو جاتا ہے تو حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے -

- مشاغلِ جلالی میں لکھا ہے کہ حضرات شیوخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طریقہ بھی پیروئ رسولِ مقبول صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کرنا ہی تھا اور تین اقسام پیروی رسول کی بھی ہیں (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

(۱) آپ کے اعمال کی نہایت استقامت کے ساتھ اتباع کرنا اور یہ کام اعضاء کا ہے -"

(۲) آپ کے اخلاق اور سیرت کی مطابعت کرے اور اس پر قائم رہے اور یہ کام دل کا ہے۔

(۳) آپ کے احوال کی پیروی کرے اور یہ کام روح کا ہے۔

احوال پر استقامت جو انتہائی سعادت کا درجہ ہے وہ بغیر پیروئی اخلاق اور اخلاق بغیر پیروی اعمال حاصل نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اخلاق کی اعمال کے ساتھ ایسی ہی نسبت ہے جیسی استنجے کی نسبت وضو کے ساتھ اور اخلاق احوال کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا وضو نماز کیلئے

- متابعتِ اعمال سے مطلب یہ ہے کہ احکام باری تعالیٰ کی بجا آوری کرے اور منکرات و ممنوعات سے باز رہے۔

جب متابعتِ اعمال پر استقامت ہو جائے تو اخلاق کی اتباع کرے اور یہ تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے یعنی نفس کا بُری عادات سے پاک کرنا اور جب نفس پاک ہو جاتا ہے تو دل کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اس میں انوار و معارف اور اسرار حقائق وغیرہ منور و متجلی ہونے لگتا ہے گو اس میں اور بھی بہت سی باتیں ہیں مگر بخوف طوالت اسی قدر پر اکتفا کیا جاتا ہے

(۲) خلوت در انجمن

- مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ مشغول رہے اور باطن میں سب سے علیحدہ اور دور رہے۔ صورتاً سب کے ساتھ ہو اور باطن میں کسی کے ساتھ نہ ہو: ع

دست بکارِ دل بہ یار ہو۔ ،،

تن خرابات میں دل حضوری میں یا تن جلوت میں دل خلوت میں ہو۔"

• ۔ حضرت شاہ جلال الدین محمد جعفری اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب گلزارِ جلالی میں یہ حدیث شریف بیان فرماتے ہیں ۔

(حدیث) :- "خَالِطُوا النَّاسَ بِاَبْدَانِکُمْ وَزَایِلُوْهُمْ بِقُلُوبِکُمْ ط"، (یعنی لوگوں میں رہو جسموں تک اور دور رکھو اُن کو اپنے دل سے) اور حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے قول "السّلامۃ فی الوحدۃ" میں بھی اسی حدیث کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ اور مطلب اس قول کا یہ ہے کہ انسان کے لیے تنہائی میں رہنا ہی بہتر ہے اور تنہا وہی رہ سکتا ہے جو وحدت میں فرد ہو اور وحدت وہی ہے جو غیر کے خیال سے باز رکھے کیونکہ اسی صورت سے سلامت رہ سکتا ہے ورنہ اگر تنہائی خود بینی کے واسطے ہو گی تو درست نہ ہو گی ۔

"الشیطان مَعَ الْوَاحِدِ وَھُوَ عَنَ الاثنین ابعدُ ط"

(ترجمہ) شیطان انسان کو تنہائی میں زیادہ بھکاتا ہے اور دو سے دور بھاگتا ہے

مولانا علی ابن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہٗ نے بھی اپنے سلسلۂ طریقت کی بناء خلوت در انجمن پر رکھی ہے ۔

(آیت) رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ" (ترجمہ) مردوں کو ان کی سوداگری اور ان کا بیچنا اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتا "، میں بھی اسی مقام کی طرف اشارہ ہے خواجۂ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن اس کو کہتے ہیں کہ ذاکر ذکر میں اس درجہ مشغول و مستغرق ہو جائے کہ اگر بازار میں جا رہا

ہو تو کسی کی آواز کی طرف متوجہ نہ ہو۔"

حضرت داتا علی ہجویری قدس سرہٗ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ وحدۃ محض تنہا رہ کر زندگی گزارنے کو کہتے ہیں تو اس کا یہ خیال غلط ہے اس لیے کہ جب تک شیطان دل پر مسلط رہتا ہے اور نفس اس پر حکومت کرتا ہے اور دنیا و عقبیٰ کا فکر اس کو دامن گیر رہتا ہے اس وقت تک وحدۃ کا حاصل ہونا محال ہے اگرچہ بظاہر لوگوں سے علیحدہ بھی رہے کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر دل خوش کرنا یا اس کا محض خیال کر کے خوش ہونا دونوں برابر ہیں دونوں کا ایک ہی حکم ہے البتہ اگر کوئی حقیقتاً وحید ہوگا تو مخلوق کے ملنے سے اس کو کوئی ضرر نہ پہونچے گا اور ملنا اس کا وحدت میں مزاحم نہ ہوگا۔

رسالہ ناطقہ میں لکھا ہے کہ جب مبتدی خلوت اختیار کرنا چاہے تو جملہ مخلوق سے منہ پھیرے بلکہ تمام پسندیدہ چیزوں حتیٰ کہ بیوی بچوں، مال و متاع سب کو خیرباد کہے اور شروع میں ترکِ وطن کرے اور کنبہ رشتہ والوں سے دور چلا جائے تو یقین ہے کہ خلوت در انجمن اس کو حاصل ہو جائے اور مجاز میں حقیقت نظر آنے لگے اور وہ خدا سے نزدیک ہو جائے کسی بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا فرمایا خلوت در انجمن سے۔

از درون شو آشنا واز برون بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

لیکن یہ جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ جب آدمی صاحبِ دل ہو اور

خدا کے ذکر سے مانوس ہو کر غیر خدا کا خیال اس کے دل سے محو ہو جائے اور وہ بظاہر مخلوق سے مشغول اور باطن میں حق سے مصروف ہو۔

حضرت جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

دل و جانم بتو مشغول و نظر در چپ و راست
تا نگویند رقیباں کہ تو منظور منی

کشف المحجوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب خدا سے تعلق پیدا ہو جاتا ہے تو مخلوق سے خود بخود قطع تعلق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی محبت دامن گیر ہو گی حق کی محبت ان کے دلوں سے کہاں سما سکتی ہے ایسے شخص حق سے قطعی بے خبر رہتے ہیں۔" اور:۔

لانّ الوحدۃ صفۃ عبد صادقٍ سمع اوحدت ایک سچے بندے کا حال ہے جس نے اپنے رب کا یہ حال سنا۔ کہ

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ ط"

(ترجمہ) کیا اپنے بندے کے لیے خدا کافی نہیں ہے)

٥ ۔ گلزار جلالی میں لکھا ہے کہ (حدیث) تَفَقَّهُوْا واعْتَزِلُوا ط (ترجمہ) دانائی سیکھو اور تنہائی اختیار کرو اس میں دل جمعی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب دل یادِ حق سے مستحکم و مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کی حالت ایک جگہ قائم ہو جاتی ہے تو سالک کا درجہ بلند ہو جاتا ہے اس کا ظاہر و باطن یکساں ہو جاتا ہے ایسی حالت میں سالک کو ملنے میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا

• بحر السعادت میں لکھا ہے کہ مخلصین کی عزلت اختیار کرنے کے تین طریقے ہیں:۔

• اول یہ کہ لوگوں سے بظاہر لباس و معاشں میں ملتا جلتا رہے اور

باطن میں اہل طریقت کے نقشِ قدم پر چلے اور انبیاء علیہم السّلام کی پیروی کرے اور لوگوں سے اپنی اصلی حالت کو چھپائے ۔

۲ دوسرے یہ کہ لوگوں میں رہے اور اپنے نفس کو ریاضت میں گزارے اور جائز نصیحتوں اور وعظوں سے لوگوں کو اپنی طرف سے متنفر کرے اور منحوس دنیا پرست مخلوق کے ٹھوکر مارتا رہے تاکہ ان کے اختلاط کے شر سے محفوظ رہے ۔

(۳) یہ کہ ایسی تنہائی اختیار کرے کہ لوگوں کی صحبت سے نہ بھاگے ۔ البتہ اگر بظاہر تنہائی اختیار کی اور جب مکان سے باہر آیا تو لوگوں کی باتیں سنیں جو لوگ اس کے پاس آئے ان سے مل کر خوش ہوا تو یہ قطعی ریاکاری ہو جائے گی اور اس سے شہرت ہو گی کچھ روحانی فائدہ نہ ہو گا ۔

مولانا جامی قدس سرہٗ سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں کہ عزلت کی رُو سے دوؔ اقسام ہیں ،، ۔

(۱) عزلتِ مریدان ۔

(۲) عزلتِ محققان ۔

عزلتِ مریدان

اس کو کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو لوگوں کے اختلاط سے بچائے یعنی سب سے الگ تھلگ رہے گھر کا دروازہ اہل دنیا کے واسطے بند کر دے اور اپنے واسطے بند کر دے اور اپنے واسطے اس میں ایک گوشہ پسند کرے ۔

۱ پاؤں رگڑ رگڑ کر نہ چلے ۔

(۲) دوسروں کی باتوں میں دخل نہ دیا کرے ۔

(۳) فضول باتیں نہ کیا کرے ۔

(۴) دنیا داروں کی ملاقات کے لیے قدم نہ اُٹھائیے ۔

(۵) اُن کے فائدہ کو نقصان اور ان کے بخل کو سخاوت سمجھے ۔

۲ عزلتِ محققان

اس کو کہتے ہیں کہ سالک ہوش و حواس کھو دے اور دل و جاں کو دونوں جہان کے فکروں سے خالی کر دے" ؎

عزلتِ ہوش آنکہ غیر خدا
در حریم دلت نیاید جا
ور کنی اندک ایں پیشہ
از ہمہ تا شوی یک اندیشہ
چوں یک اندیشہ گیرت پیشہ بود
دولتِ گہ گہت ہمیشہ بود
ہرچہ بند تو بندگی گردو ؛ بندگی جملہ زندگی گردو
بے نشاں بندہ شوی اَحدی
جاں نشاں زندۂ شوی اَبدی
سر رشتۂ دولت اے برادر بکف آر
ویں عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم دِل جانبِ یار

۳ خاموشی در سخن

اس کا مطلب یہ ہے کہ سالک اپنی زبان کو فضول گوئی سے بند رکھے اور دل کو بادشاہ دو جہان کی یاد میں گویا رکھے جیسا کہ مولانا جامی قدس سرہٗ نفحات الانس میں

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

إِذَا سَكَتَ اللِّسَانُ عَنْ فُضُولِ الْكَلَامِ نَطَقَ الْقَلْبُ مَعَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ۔

(ترجمہ) جب زبان فضول گوئی سے خاموش ہو جاتی ہے تو دل ذکر حق میں گویا ہو جاتا ہے)

دوسرا مطلب یہ ہے کہ دل کو خطرات اور خواہشات نفسانی سے پاک شہود حق میں مستغرق رکھے اگرچہ بظاہر لوگوں سے محبت وملاقات کے وقت باتیں کرتا رہے۔ "

- مولانا جامی قدس سرہٗ آگے فرماتے ہیں کہ صمت کی دو اقسام ہیں۔

(۱) اوّل فضول گوئی سے زبان کو خاموش رکھنا۔

(۲) خطرات وخواہشاتِ نفس سے دل کو خاموش رکھنا۔

- جس کی زبان خاموش اور دل گویا ہو گا اس کے گناہ ہلکے ہوں گے اور جس کی زبان اور دل دونوں خاموش ہوں گے اس پر اسرار اور تجلیاتِ الٰہی وارد ہوں گی لیکن جس کا دل اور زبان دونوں گویا ہوں گے وہ مغلوب اور مسخر شیطان ہو گا (نعوذ باللہ من ذالک)

جس شخص کا دل خاموش اور زبان گویا ہوتی ہے مگر حکمت کے ساتھ تو دل کے خاموش رہنے میں بھی فائدہ ہے اور اسی کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت کرے اور باطن میں خاموش رہے کیونکہ باطن کی خاموشی سی رہے کیونکہ باطن کی خاموشی کے ساتھ مخلوق سے کلام کرنا حضوریِ حق میں خارج نہیں ہو سکتا۔

سب سے اچھے وہی لوگ ہیں جو بظاہر لوگوں سے باتیں کرے مگر

باطن میں خاموش رہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ظاہری زبان سے لوگوں سے بولتا رہے اور باطنی زبان سے ذکرِ حق میں مشغول رہے ۔

لمعات اور شرح لمعات میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ تیس سال ہو گئے ہیں تو حق سے باتیں (ذکر الٰہی) کرتا ہوں مگر لوگ سمجھتے ہیں کہ میں اُن سے مخاطب ہوتا ہوں مجمع عام میں آپ بولتے رہے اور باطنی زبان مگر لوگ یہی بات سمجھتے تھے کہ ان سے بولتے تھے لوگوں کو دیکھتے تھے اور لوگ یہی سمجھتے تھے کہ ان کی دیکھ رہے ہیں حالانکہ وہ بولتے بھی حق سے تھے اور دیکھتے بھی حق ہی کو تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جنید قدس سرہٗ نہیں بولتے تھے بلکہ خود خدا ہی بولتا تھا اور خدا ہی سنتا تھا ۔ اور ۔

سَمِعَ مُوْسٰی صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ

اسی نے سنا جس نے شجر کی زبان سے کہا " اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ "

خود میگوید واز خود می شنود !
از ما و شما بہانہ بر ساختہ است

نظر بر قدم مولانا جامی قدس سرہٗ لوائح کے تیسرے لائحہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا کو ہر جگہ اور ہر حال اور باطن، حاضر و ناظر اور اس کی بقاء (دید) سے آنکھ اُٹھانے میں خسارہ اور اس کی رضا سے پھرنے میں نقصان جانے "

آمد سحر آن دلبرِ خونین جگراں
گفت اے ز تو بر خاطرِ من بارِ گراں

شرمت باد اکہ من بسویت نگراں
باشم تونہی چشم بسوئے دگراں

اور حق کے مشاہدہ میں اس طرح مستغرق رہے کہ اس کی نظریں متواضع اور باادب شخص کی طرف اپنے پاؤں کی طرف جھکی رہیں ادھر ادھر دائیں بائیں نہ دیکھے اور غیروں کی طرف التفات نہ کرے۔

حکائیت

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک لونڈی تھی ایک روز آپ نے اس کو یہ کہہ کر پکارا کہ اے مستورہ (پردہ نشین) لونڈی نے جواب میں عرض کیا کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں مستورہ نہیں ہوں آپ نے فرمایا کہ مجھے تیس۳۰ سال سے یہ مجال ہی نہیں کہ نظر کو قدم سے اٹھاؤں اور اس کے سوا کسی کو دیکھوں اس لیے تجھ کو بھی نہیں پہچانا،،

(**ف**) یہاں قدم سے مراد قدم ظاہر کے ہیں لیکن طریقت کے راستہ میں باطن کے قدم کی نگہداشت اور حفاظت کرنے کو کہتے ہیں اس لیے کہ سالک کا معاملہ اور اس کے سلوک کا قدم صراطِ مستقیم کی حد اور راہ حق کے احاطہ سے لڑکھڑا کر باہر نہ آجائے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اسی مضمون کو اس طرح لکھا ہے کہ سالک کو چاہیے کہ ہر قدم پر اور ہر دم ہوشیار رہے راستہ کو دیکھتا رہے اور نظر قدم پر رکھے اور اس بات سے خبردار رہے کہ قدم کہاں پڑتا ہے اور ایسا نہ ہو کہ کسی کنوئیں وغیرہ میں جا پڑے کیونکہ اگر ایسا ہو یعنی غیر راستہ میں پڑ گیا یا کنوئیں میں گر گیا تو وہاں سے آنا کیونکہ اگر ایسا ہو یعنی غیر راستہ اور منزل مقصود کو پہنچنا دشوار ہو گا۔

حضرت شیخ بخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سلک السلوک میں تحریر فرمایا ہے کہ سالک کو اپنے جامہ کے موافق دعوی کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ۔

حدیث | وَیلٌ لِمَنْ لَبِسَ الصُّوفَ وَخَالَفَ قَولُہٗ وفعلہ ۔

(ترجمہ) اس شخص کے لیے موت ہے جو پشمینہ کا لباس پہنے اور اس کا فعل اس کے قول کے خلاف ہو"۔

یعنی اگر کوئی شخص قبا پہن کر کمبل پوشوں کا کام کرے تو وہ قابل تحسین ہوگا لیکن اگر کمبل پوش ہو کر قبا پوشوں کے سے کام کرے تو ایسا شخص قابلِ نفرت اور مذمت ہوگا ۔

حضرت اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ کعبہ شریف کے راستہ میں مجھ سے ایک شخص ناراض ہوگیا جب میں منزلِ مقصود کو پہنچ گیا تو دیکھتا ہوں کہ وہی شخص کعبہ شریف کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اے یارِ خدایا اصمعی کو بخش دے میں نے کہا کہ مجھ سے تو تم تکلیف پہنچی تھی میرے واسطے پھر دعاء کیسی کہنے لگے کہ اے خواجہ انسان کو اپنے حال کے مطابق کام کرنا چاہیے جو تیرا کام ہے تو کر میرے والدین نے تو میرا نام محسن رکھا ہے لہذا مجھ کو اپنے نام کے مناسب کام کرنا چاہیے ۔

نخشبی ہم بنام غرہ مشو
مگس نوشش کار نیش کند
مرد کامل کسے بود کہ بہ دہر
کار درخور د نام خویش کند

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

خس وخار سے کہ زراہِ دگراں برادری
در دل خاک ترا باغ و بہارے روید

نظر بر قدم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ سالک جب کسی راستہ میں قدم رکھے تو نظر قدم پر رکھے اور چشم باطن سے ذرہ بھر بھی غیر کی طرف التفات نہ کرے کیونکہ اگر کسی غیر سے کچھ بھی تعلق ہو گیا تو اس کا سلوک رہ جائے گا خواہ خالق کو دونوں جہاں کی کرامتیں اور مقامات حاصل ہوں سب اس کے راستہ میں حجاب ہو جائیں گے۔

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ اس راستہ کے بہت سے اٹکاوے ہیں ان اٹکاووں میں ایک اٹکاوہ کرامت بھی ہے۔

ترا ہر چہ مشغول دارد ز دوست
گر انصاف پرسی دلارامت اوست

نفحات الانس میں مولانا جامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال تک بہشت کو اور بہشت کی جملہ نعمتوں کو میرے آگے پیش کیا گیا مگر میں نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

شیخ الاسلام کا قول ہے کہ حق کی حضوری میں رہتے ہوئے غیر حق کو دیکھنا شرک ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے فرماتا ہے:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی "

یعنی نظر (رسول) صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری نگاہ بھی نہ

کی دائیں بائیں جانب بھی نہ دیکھا اور جو حد دیکھنے کے واسطے مقرر کر دی تھی اس سے آگے نہ بڑھائی)

وَقُلِ اللّٰہ ثُمَّ ذَرْھُمْ ؕ"

اور کہیے اللہ [illegible] چھوڑ دے ان کو ۔

نظر بر قدم کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ نظر کو قدم پر رکھ کر کوشش کرے کہ ہر قدم پہلے قدم سے پہلے پڑے ایسا نہ ہو کہ اس راستہ کا مدعی ہو اور اس راستہ پر قدم سے پہلے پڑے ایسا نہ ہو کہ اس راستہ پر قدم رکھتا ہو لیکن بعد میں اس راستہ سے ایک قدم پیچھے رہ جائے ۔

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ اگر سالک اس راستہ کا مدعی ہو اور اس راستہ میں قدم رکھتا ہو لیکن بعد میں دعوے سے پھر جائے اور اس راستہ سے اپنا قدم ہٹائے تو اس کا حشر زانیوں لوطیوں اور شرابیوں سے بھی زیادہ بدتر ہو گا ۔

مولانا علی ابن ملا حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ' رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ نظر بر قدم سے مراد یہ ہے کہ سالک کی نظر چلتے پھرتے شہر و صحراء میں ہر جگہ اس کے قدم پر رہنی چاہیے تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو اور کسی نادیدنی سے نہ الجھے سالک کی نظر کو چاہیے کہ اشارہ میں ہستی کی رفتار کی ساری منزلیں اور خود پرستی کی جملہ دشوار گزار گھاٹیاں طے کرے یعنی اس کی نظر جہاں تک پہنچے وہاں تک اس کا قدم بھی پہنچتا ہو ۔"

حضرت ابو محمد رديم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول ادبُ المسافر اَنْ لَّا یَتَجَاوَزُ ھِمَّتَہٗ قَدَمَہٗ"

مسافر کا ادب اس کے قدم کی ہمت سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا (میں

بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ تحفۃ الاحرار میں اسی مضمون کو اس طرح تحریر فرماتے ہیں ؎

کم زدہ بے ہمدمے ہوش دم
وز نگذشتہ ائش نظرش از قدم
یسکہ ز خود کردہ بسرعت سفر
باز نماندہ قدمش از نظر

نیز نظر بر قدم سے یہ بھی مفہوم لیا جاتا ہے کہ سالک اپنے شیخ کے قدم پہ چلے اور اس کی پیروی و متابعت کرے اور پھر اس بات میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَاھُمُ اللّٰہ فَبِھُدَاھُمُ اقْتَدِہْ

پہلے پیغمبر وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو راستہ بتایا پس ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔)

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرید کو اپنے شیخ کی پیروی کرنے سے چارہ نہیں بلکہ اس کے لیے اپنے پیر و مرشد کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری اور لازمی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے پیغمبروں کی پیروی کے واسطے فرمایا ہے۔

صاحبِ تفسیر دیلمی نے بھی اس آیت شریفہ کی تفسیر یہی بیان کی ہے۔ بہرحال نظر قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمحِ نظر اپنے شیخ کے قدم بہ قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سبلوک میں مطمحِ نظر اپنے شیخ کے قدم بہ قدم چلنا اور اس کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کی پیروی کرنا ہونا چاہیے کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے پیغمبروں کی پیروی کے واسطے فرمایا ہے ۔

صاحبِ تفسیر ویلمی نے بھی اس آیت شریفہ کی تفسیر یہی بیان کی ہے بہرحال نظر بر قدم کے معنی ہیں کہ سالک کا راہ سلوک میں مطمعِ نظر اپنے شیخ کے قدم بہ قدم چلنا اور اس کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کی پیروی کرنا ہونا چاہیے کیونکہ ایسا کرنے سے اپنے شیخ کے مرتبہ کو پہنچے گا ۔

ے

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پےِ نیکاں گرفت و مردم شد

اصحابِ کہف کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے اور بہت مشہور ہے کہ اُن کے ساتھ ایک کتا بھی ہو لیا تھا چونکہ اصحابِ کہف اولیاء اللہ میں سے تھے کتے نے اُن کا ساتھ دیا اور ان کے قدم بہ قدم اُن کے پیچھے پیچھے رہا اس لیے اُس کتے کو بھی مرتبہ اعلیٰ ملا اور اس کا حشر بھی اُن ہی حضرات کے ساتھ ہو گا ۔

پیر ہری قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جب کتے بھی دوست ہیں اور کتے کو بھی دیدار سے محروم نہ رکھیں گے تو پھر انسان اس کے فضل سے کیوں ناامید ہو ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اپنے رسائل و مکاتیب میں کہ جو شخص کسی کی پیروی کرتا ہے اور اس کے قدم پر قدم رکھتا ہے یقیناً اسی کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اگرچہ وہ مقام کتنا ہی بلند اور اعلیٰ ہو اور وہ شخص اپنے مقام میں فردِ یگانہ کیوں نہ ہو بلکہ کوئی دوسرا اس کے مقام کا

مقابلہ نہ ہو چونکہ اس مقام کا حلقہ بڑا وسیع ہوتا ہے اس لیے جو نور کہ اس پر متجلی ہوتا ہے اور جو فیض کہ اس کو پہنچتا ہے اس کا پرتو اور اثر اوروں پر پڑتا ہے بالخصوص ان لوگوں پر جو محبت سے علاقہ رکھتے ہیں اور ساتھ رہتے ہیں بقول حدیث "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" فیض باہر سے اندر پہنچتا ہے اگرچہ باہر کی طرف جدائی ہو۔

ہوش در دم

یہ اصطلاحاتِ نقشبندیہ میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ کوئی دم یادِ خدا سے غافل نہ ہو، دم (سانس) کی حفاظت کرنے کا نام ہوش در دم ہے اور سانس کی حفاظت سے مطلب یہ ہے کہ یادِ حق میں ہی نکلے اس کی حضوری کے بغیر نہ نکلے۔

سالک کو چاہیے کہ اس شغل کی مداومت کرے اور ہر گھڑی اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کھاتے پیتے سنتے بولتے اور سوتے جاگتے غرضیکہ جملہ حرکات و سکنات میں اس شغل میں محو رہے اور اس سے کسی حال میں غافل نہ ہو تاکہ وقت بیکار نہ جائے اور نفس پر پورا پورا قابو ہو جائے۔

رباعی

سررشتۂ دولت اے برادر بکف آر
وین عمر گرامی بخسارت مگذار
دائم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
میدار نہفتہ چشم جانبِ یار

سلسلۃ الذہب میں مولانا جامی قدس سرہٗ اس طرح فرماتے ہیں ۔

(نظم)

سرِ مقصود در مراقبہ کن
نقدِ اوقات را محاسبہ کن
باش در ہر نفس ز اہلِ شعور
کہ بغفلت گذشت یا بحضور
در ہمہ شغل باش واقفِ دل
تا نہ گردد زِ شغلِ دلِ غافل
بگسلی خویش از ہوا و ہوس
روئے او در خدائی داری و بس

شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح لوائح شریف میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں کا خیال ہے کہ کام کی بنیاد نفس پر ہے اس لیے ایک ایسا بیش قیمت جوہر ہوتا ہے کہ جس کی قیمت اس کا عطا کرنے والا ہی جانتا ہے لہذا اگر غفلت سے بیش بہا جوہر کو ہاتھ سے جلنے دیا تو پھر ساری عمر بھی اس کی طلب میں گزار دے گا تب بھی دوبارہ یہ ہاتھ نہ آئے گا اور عویمہٗ لو یقضی دہنہٗ میں اسی قسم کے سالک کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور اہل طریقت اس کو پاس انفاس بھی کہتے ہیں ۔

(رباعی)

اے دوست اگر فنائے خود میخواہی
ایں است نجاتِ نفس اگر آگاہی
دل حاضر یار دار ویک چشم زدن
غافل مشواز رابطہ آگاہی

مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب رشحات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے شرح رباعیات کے آخر میں لکھا ہے کہ۔

شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوائح الجمل میں فرماتے ہیں کہ جو ذکر حیوانات کے سانسوں سے جاری ہوتا ہے وہ ان حیوانات کے ضروری سانسوں سے ہوتا ہے کیونکہ سانس کے اندر باہر آنے جانے میں جو حروف پیدا ہوتے ہیں وہ حق سبحانہٗ کے غیب کی طرف اشارہ کرتے ہیں خواہ چاہے یا نہ چاہے اسی طرح سے جو حروف اسم اللہ میں ہیں جس میں الف لام کی تعریف کی اور تشدید لام برائے مبالغہ کے ہے) اُن میں تعریف ہے اس لیے طالب ہوش مند حق آگاہی حاصل کرنے کے لیے اُن حروف کے تلفظ ادا کرتے وقت حق سبحانہٗ کی ذات پاک کا لحاظ رکھے اور خبردار رہے کہ اس کے سانس کے اندر باہر آتے وقت اس کی حضوری میں کوئی قصور وفتور تو واقع نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس مقام تک پہنچ جائے کہ جہاں تک نسبت کو قائم رکھے بغیر ہی ہمیشہ دل سے حاضر رہے اور پھر تکلف کے ساتھ بھی نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔

کتاب گلزار جلالی اور مقصود الطالبین میں لکھا ہے کہ خدا کو یاد کرنا دائمی فرض ہے جو نص قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن یہ فرض اس

وقت تک ادا نہیں ہو سکتا کہ جب تک سانسوں کی نگہداشت نہ کی جائے اور پھر نفس کی پاسداری کے بغیر ذکرِ دوام حاصل نہیں ہوتا اور اس میں حکمت یہ ہے کہ سانس سب اعضاء کی سیر کرتا ہے اور جب ذکرِ حق کی حالت میں سانس سب اعضاء کی سیر کرتا ہے تو ذکر کی برکت اور فیض سے دل اور جمیع اعضاءُ میں اثرِ حیوٰۃ پیدا ہو جاتا ہے اس وقت طالب حق کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور انوار ربانی کی واردات قبول کرنے لگتا ہے اور موت کی بلا سے رہائی پا جاتا ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جو بھی سانس بغیر یاد الٰہی کے آتا ہے وہ مردہ ہے)

اور غفلت کی تاریکی سے نکل جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ غافلوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ ذَرَ آنا لِجَہَنَّمَ کَثِیْرۃً من الجن والانس لَہُمْ قُلُوبٌ لا یَفْقَہُوْنَ بِہَا وَلَہُمْ اعین لا یُبْصِرُوْنَ بِہَا وَلَہُمْ اٰذانلا وَلَا یَسْمَعُوْنَ بہا وَلَہُمْ اعین لا یُبْصِرُوْنَ بہا وَلَہُمْ آذانٌ لا یَسْمَعُوْنَ بِہَا اولٰئِکَ کا لانعام بل ہُمْ اضلّ اولٰئک ہُمُ الغافلونؐ

یعنی یہ کہ انسان اور جن دوزخ کے واسطے پیدا ہوئے ہیں ان کے دل ہیں مگر بے دانش اور آنکھیں ہیں مگر اندھی اور ان کے کان ہیں مگر بہرے اور وہ مانند چاروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں کیونکہ اگر چوپائے شریعت کی موافقت نہیں کرتے تو وہ اس کے مکلف نہیں ہیں

حیوٰۃ دل

یہ جب حاصل ہوتا ہے کہ سانسوں کی پاسداری میں ہمیشہ اور ہر وقت کوشش کی جائے یہاں

تک کہ یہ نسبت طبیعت کی مطیع ہو جائے بلکہ خود طبیعت بن جائے اور مانند دیکھنے اور سننے کے ذکر کا جوہر دل میں قرار پکڑ لے اور حق آگاہی اور حضوری کا ملکہ پیدا ہو جائے کیونکہ اس وقت حقیقی توحید اور اسلام کا شاہد اپنے چہرے سے نقاب اٹھا لیتا ہے اور عاقبت کے تمام خوف اور سختیاں جاتی رہتی ہیں اور جب موت کے وقت ملک الموت تشریف فرما ہو جاتے ہیں اور سکرات کی سختیاں رونما ہونے لگتی ہیں تو اس وقت مرنے والا اگرچہ واقف علم اوّلین و آخرین بھی ہوتا ہے تاہم تمام حجتیں اور دلیلیں بھول جاتا ہے اور اس کی لوحِ مدرکہ سے جملہ معلومات محو کر دی جاتی ہیں لیکن اگر ایسے وقت میں کوئی چیز مفید ہو سکتی ہے تو صرف ذکر حق کا جوہر اور زندگی دل اور حضوریٔ قلب اور حق آگاہی کا ملکہ ہی ایسی چیز ہے۔

بعض عارفوں کا خیال ہے اور یہ ان کا قول ہے کہ جب کسی کو حضوریٔ قلب کا ملکہ ہو جاتا ہے اور ذکر کا جوہر اس کے دل میں قرار پا جاتا ہے تو باوجود اس کے سالک کو موت کے وقت سختی اور شدتِ درد اور بیتابیٔ دل کے سبب اس کی حضوری میں کچھ فتور اور خلل بھی واقع ہو جاتا ہے لیکن روح کے بدن سے جدا ہو جانے کے بعد وہی حال پھر اس پر وارد ہو جاتا ہے اسی لیے اس کا ملکہ پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہے (منقول از شرح مشکوٰۃ) باب بکا وخوف مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

زہر نوشی

صبر و شکیبائی مصیبتوں و دشواریوں اور بلا وجفاد کو سہنے کا نام زہر نوشی ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب منہاج العابدین میں تحریر فرماتے ہیں کہ صبر ایک تلخ دوائی کو کہتے ہیں جو نفس کے واسطے ایک مکروہ شربت ہے اس سے فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مضرتیں دور ہو جاتی ہیں اہل دانش اس کو پینے سے گھن نہیں کھاتے بلکہ اس کی کڑواہٹ کو برداشت کر لیتے ہیں کیونکہ اس کی تھوڑی دیر کی تلخی کو برداشت کرنے سے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ تک کی بہت سی بیماریاں دور ہو کر آرام کی امید ہوتی ہے آپ نے صبر کی چار اقسام بتائی ہیں ۔

(۱) طاعت (عبادت) پر صبر ۔

(۲) دنیا کی فضولیات سے صبر ۔

(۳) محنت کے کاموں پر صبر ۔

(۴) مصیبتوں پر ..... صبر ۔

پھر ان اقسام کو بیان کر کے آپ فرماتے ہیں کہ جب طالب ان چاروں مقام سے صبر کی تلخیاں برداشت کرتا ہوا گزر جاتا ہے تو اس کو طاعت (عبادت) میں استقامت بے حد اور ثواب وخیر بے شمار حاصل ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں اور دنیا کی بلاؤں اور آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے ۔

گلزار جلالی کتاب) میں لکھا ہے کہ محنت ومشقت کر کے اور رنج و غم اٹھا کر راحت وآرام کے احساس کو دلوں سے دور کر دینے کو صبر کہتے ہیں جس طرح مرنے کے بعد کوئی حسرت و آرزو باقی نہیں رہتی اور ایک جگہ بہتے رہتے دل مر جاتا ہے اسی طرح نفس پر قابو پانے اور اس کی آرزوؤں کو مٹانے کے لیے ضروری ہے کہ نفس کو اس کی پسندیدہ اور محبوب ترین

چیزوں سے روکے اور صحیح راستہ پر چلنے کے لیے دل وجان کو پاک صاف رکھے۔

جامع العلوم میں بقول حضرت مخدوم جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صبر کی تین اقسام لکھی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) صبر عام یعنی ایسی چیزوں سے نفس کو روکنا جن کا روکنا عام طور پر دشوار معلوم ہوتا ہو صبر عام کہلاتا ہے۔

۳ صبر اخصّ الخاص۔ بلاؤں سے خوش ہونا اور تکلیفوں سے آرام پانا مثل حضرت ایوّب علیہ السلام کے کہ جب ان کے بدن سے کیڑے زمین پر گر پڑتے تھے تو پھر ان کو چن کر اپنے بدن میں رکھ لیا کرتے تھے اور ان کو اس تکلیف سے ہی راحت ولذّت حاصل ہوتی تھی

زہر نوشی سے مراد وہی صبر خاص ہے کہ جو رضا ورغبت سے ہو۔ اور اس صبر کرنے میں لطف اندوز ہوتا ہو اور اس کے دل پر ذرا بھی تکلیف کا احساس تک نہ ہو۔

مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی درویش نے کہا۔

لیس بصادقٍ فی حبّہٖ من لم یصبر علی ضربہٖ

(ترجمہ) اس کی محبّت میں سچا جب ہی ہوگا جب اس کی مار پر صبر کرے گا

ایک عارف نے سن کر نعرہ مارا اور کہا:-

اَخطاءَت یَا فقیر بلْ لَیْس بصَادِقٍ مَنْ لَمْ یَتَلَذَّذُ بِضَرْبِہٖ۔

اے درویش تو نے غلط کہا بلکہ صحیح یہ ہے کہ اس کی محبت میں

سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی مار سے لذت حاصل نہ کرے) کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

(بیت)

او بر سر قتل و من در و حیرانم
کان راندن تیغش چہ نکو می آید

جب عاشق محبوب کے جمال سے مست اور بے خود ہو جاتا ہے بلکہ اس میں فنا ہو جاتا ہے تو اس کو درد اور بلا سے کیوں کر تکلیف محسوس ہو سکتی ہے اس کو تو بلاؤں سے لذت ہی محسوس ہو گی۔

کہتے ہیں کہ جس دن حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بلائیں نازل نہ ہوتی تھیں تو آپ درگاہ بے نیاز میں گڑگڑا کر مناجات کرتیں کہ یا الٰہی تو نے روٹی تو مجھے عطا کی مگر اس کے ساتھ لگاون نہیں دیا دستار بندی اور جبہ پوشی درویشوں کو اس اوڑھنی پوشاک کی خوراک طلب بلا سے نصیحت پکڑنی چاہیے کیونکہ اس کی درگاہ میں صورت کام نہ آئے گی بلکہ حالت دیکھی جائے گی۔

بغیر منہ بنائے زہر پینے میں راز ہے کہ بندہ کے لیے بلاکشی ہی محبت حق کی دلیل ہے،،

شرح تعرف میں لکھا ہے کہ محبت کی غذا بلا ہے جب بلا کو اٹھا لیتے ہیں محبت کھو دیتے ہیں سب چیزیں راحت سے بقا پاتی ہیں اور بلاء سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں لیکن محبت بلاء سے راحت پاتی ہے اور راحت سے نیست و نابود ہوتی ہے اسی لیے جب عاشق کو بغیر

محبوب کے قرار پکڑنا حرام ہے تو بلاکشی ہی اس کو کامیاب بنا سکتی ہے

؎

درد تو دوا شدہ است ما را
خاکِ تو ضیاء شدہ است ما را

جب کوئی شخص ناز و نعمت اور راحت و آرام کو پسند کرتا ہے اور اس کا دل اسی لطف سے لطف اندوز ہوتا ہے تو حقیقت میں وہ دوست سے بہت دور ہو جاتا ہے اور جو شخص بلا و مصیبت سے آرام و چین حاصل کرنے لگتا ہے تو وہ دوست کے قریب ہو جاتا ہے یعنی اس کو وصل محبوب میسر ہو جاتا ہے''۔

طالبان راہِ حق کو چاہیے کہ راحت و آرام کو اپنے دروازہ پر نہ بھٹکنے دیں بلکہ بلاؤں اور مصیبتوں کو اپنے گھر میں جمع رکھیں۔

؎

ہر بلا کایں قوم راہ حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است
گر شرابِ لطف او خواہی مدام
قطع کن وادیٔ قہر او تمام
زانکہ تا ایں بنودت آں بنودت
بے بلا و درد درمان بنودت

؎

اے دل چو از وست ہر بلا و ہر غم
عمہا ست فرحہا د بلیات نعم

در صورت رنج و درد خیرات و شفاء

در شکل جفا و جور لطف و کرم

زہر نوشی سے ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غصّہ کو پیئے اور نادانوں اور ناوُقفوں سے جو رنج اور تکلیفیں پہنچیں ان کو برداشت کرے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَۃَ (ط)

برائی کو نیکی سے دفع کر " یعنی مجرموں اور قصور واروں کو بخش دو اور ان سے اس طرح درگذر کرو کہ دین میں سستی واقع نہ ہو اور اپنے علم سے نادانوں کو دور کرو غصّہ کو بردباری سے اور قصوروں کو معافی سے بدل دو اور دُنیا کی ہر لغویات سے غافل بن کر رہو

جیسا کہ قرآن پاک میں حق تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ (ط)۔

(ترجمہ) (بدی کا نیکی سے مقابلہ کرنے کی خصلت اسی کو دی جاتی ہے۔ جو سختیوں پر صبر کرے اور یہ صفت اُسی کے حصّہ میں آتی ہے جس میں ایمان یا اخلاقِ حسنہ کا بہت بڑا حصّہ ہو)۔

قرآن پاک میں حَظٍّ عَظِیْمٍ جہاں آیا ہے کہتے ہیں یہ ایک بہشت کا نام بھی ہے (تفسیر حُسینی)

اور نیز اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو بُروں کے ساتھ نیکیاں کرتے ہیں اپنا محبوب فرمایا ہے (آیت کریمہ)

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۵"

(ترجمہ) اور غصہ پی کر جانے والا اور لوگوں کے گناہوں سے درگزر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

(بیت)

خشم خوردن پیشہ ہر سرور است
تلخ باشد وز شکر شیریں است

بقول صاحبِ تفسیر حسینی سب سے عمدہ احسان یہ ہے کہ اپنے دشمن کے ساتھ بھلائی کرے۔"

(بیت)

بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردے احسن الیٰ من اسا

اور آیۃ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں کہ قول "سلامؐ" سے مطلب یہ ہے کہ سفہا یعنی نادانوں سے نہ جھگڑے اور مجادلہ و مکالمہ سے بچتا رہے جیسا کہ محقق رومی علیہ رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے۔

(رباعی)

اگر گویند زراقی وسالوس
بگو ہستم دو صد چنداں و میرو

وگر از خشم دشنامے دہندت
دعا کن خوشدل و خنداں و میرو

بحر السعادت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیرالمؤمنین امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے کسی غلام کے ہاتھ سے گرم گرم سالن کا پیالہ گر پڑا اور آپ کا تمام لباس اور چہرہ مبارک سالن سے بھر گیا آپ نے غلام کو گھوڑا دیا۔ اور غلام نے یہ آیت پڑھی۔

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ،،

امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا غلام نے پھر یہ آیت پڑھی

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

حضرت نے فرمایا کہ اس کو سیم و زر دیا جائے۔

مفتاح الجنان میں لکھا ہے کہ میمون بن مہران کے پاس ایک لونڈی تھی ایک دن کھانے کا پیالہ اس کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا میمون کو غصہ آیا اور لونڈی کو تیوڑی چڑھا کر دیکھنے لگا لونڈی نے کہا کہ آقا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ،، آپ پر کاربند ہوں میمون یہ سن کر ہنس پڑا اور کہا کہ میں اس پر کاربند ہو گیا پھر لونڈی نے کہا کہ اس کے آگے جو کچھ ہے اس پر بھی کاربند ہوں یعنی والعافین عَنِ الناس،، میمون نے کہا میں نے تجھ کو معاف بھی کیا پھر لونڈی نے اس سے آگے کا ٹکڑا پڑا واللّٰہ یُحِبُّ المُحسنین میمون نے کہا میں نے تجھ کو آزاد کیا۔

خشم (غصہ) کا علاج

رسالہ عین العلم میں لکھا ہے کہ غصہ ایمان کو اس طرح زائل کردیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اپنے غصہ کو دور کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عذاب کو دور کر دیتا ہے نیز یہ بھی آیا ہے کہ بردبار کو روزہ دار قائم اللیل کا درجہ حاصل ہوتا ہے

ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ غصہ سلگتی ہوئی آگ کی طرح سے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ غصہ کے وقت انسان کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اور رگیں بھی پھول جاتی ہیں اس کو دور کرنے کی اور بجھانے کی ترکیب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے یعنی اعوذ پڑھے وضو کرے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو تکیہ لگا لے یعنی اعوذ پڑھے وضو کرے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے بیٹھا ہو تو تکیہ لگا لے پہلو بدل لے یا زمین پر رخسار لگائے تو انشاء اللہ تعالیٰ غصہ کی آگ فوراً ٹھنڈی ہو جائے گی۔

پردہ پوشی

اس کو کہتے ہیں کہ لوگوں کے عیوب سے آنکھ بچائے گناہ گاروں کے گناہوں کو ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے بلکہ ان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور یہ صفت آنکھ بچانے سے بھی افضل ہے اور پردہ پوشی میں اسی کا اشارہ ہے

(۱) پردہ پوشی کی تین اقسام ہیں۔
اول کسی کی عیب جوئی نہ کرنا

(۲) دوسرے کسی کے عیب کو جانتے ہوئے اس کو ظاہر نہ کرنا اور اس کے افشار کی کوشش نہ کرنا

۳ تیسرے کسی کا عیب ظاہر ہو جانے پر اس کو ڈھانکنا اور کوشش کرنا کہ یہ عیب اس پر سے جاتا رہے اور لوگ اس کو اس عیب سے پاک سمجھیں اور یہ قسم پہلی دونوں اقسام سے افضل ہے ۔

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں ایک دن رات کو چور آگیا اور باوجود بے حد تلاش کرنے کے اس کو سوائے پیراہن کے اور کچھ نہ ملا وہ اسی کو غنیمت سمجھ کر لے گیا ۔

دوسرے روز حضرت شیخ بازار سے گزر رہے تھے اپنا پیراہن ایک دلال کے ہاتھ میں فروخت ہوتے دیکھا اور ایک خریدار کو بھی دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ کوئی گواہ لا جو یہ ضمانت دے کہ یہ پیراہن تیرا ہی ہے ورنہ میں اس کو نہ خریدوں گا شیخ نے اُن کے پاس جا کر کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اسی کی ملک ہے خریدار نے یہ سن کر وہ پیراہن خرید لیا ۔

(ف) روایت مذکورہ بالا میں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ پوشی فرمائی کیونکہ آپ کے اندر بھی پردہ پوشی کی صفت موجود تھی اگرچہ ایسا کرنے میں بظاہر آپ پر یہ الزام عائد ہو سکتا ہے کہ آپ نے جھوٹ بولا مگر اتنے بڑے مقتداء جھوٹ کا گمان کرنا قطعی نازیبا ہوگا انہوں نے رفع کذب کے لیے کوئی نہ کوئی صورت جواز ضرور نکال لی ہوگی ممکن ہے انہوں نے وہ پیراہن اسی کو بخش دیا ہو) ۔

حکایت | جھوٹ کے متعلق ایک اور بڑے بزرگ کا قصہ

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں بھی لکھا ہے کہ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک عورت کوئی مسئلہ دریافت کرنے آئی اثنائے گفتگو میں عورت کی ریاح خارج ہو گئی حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ پکار کر کہہ کیونکہ مجھے کم سنائی دیتا ہے اور بہرہ ور اس لیے بن گئے تاکہ اس عورت کو اپنے عیب ظاہر ہو جانے پر شرمندگی نہ ہو عورت نے پکار کر کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا اور زیادہ پکار کر کہہ کیونکہ مجھے کم سنائی دیتا ہے اور بہرہ ور اس لیے بن گئے تاکہ اس عورت کو اپنے عیب ظاہر ہو جانے پر شرمندگی نہ ہو عورت نے پکار کر کہنا شروع کیا آپ نے فرمایا اور زیادہ پکار کر کہہ وہ اور بھی زیادہ زور سے کہنے لگی پھر اس کو مسئلہ سمجھا دیا اس واقعہ سے پندرہ سال بعد تک وہ عورت بقید حیات رہی اس وقت تک آپ بہرہ بنے ہی رہے اس لیے کہ کوئی اس عورت سے نہ کہہ دے کہ وہ بہرہ نہیں ہیں اسی سبب سے آپ کو حاتم اصم کہتے ہیں۔

حکایت

رسالہ علیہ فی الاحادیث النبوۃ میں لکھا ہے کہ خیر نساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی کوچہ میں سے گزر رہے تھے کہ ایک ریشمی کپڑا بننے والا جولاہا اُن کو اپنا غلام سمجھ کر اپنے گھر پکڑ کر لے آیا کیونکہ اس کا غلام جو اُن کا ہم شکل تھا وہ بھاگا ہوا تھا اور گھر پر لاکر طرح طرح سے دھمکا کر پوچھنے لگا کہ کیوں بھاگا تھا حضرت شیخ نساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس راز سے آگاہ کرکے شرمندہ کرنے سے شرم دامن گیر ہوئی خاموشی سے ایک عرصہ اس کی خدمت گزاری میں گزار دیا اب اتفاقاً

اس کی اصلی غلام بھی مل گیا وہ اس کو دیکھ کر سخت حیران ہوا اور اس کے دل پر آپ کی بندگی کا بڑا اثر پڑا فوراً آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی خطا معاف کرا کر کہنے لگا کہ آپ نے بھی نہ فرمایا کہ آپ کون تھے فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید تھی کیونکہ کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا گناہ ہے میں نے تجھ کو معاف کیا تو بھی مجھ کو معاف کیجیو کیونکہ مجھ کو تو نے روٹیاں کھلائی ہیں۔

سبق اس واقعہ سے بھی پردہ پوشی کی فضیلت ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ نے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھا کر بھی لوگوں کے عیب و قصور ظاہر نہ کئے۔

(ف) پردہ پوشی کی خصلت ایسی عمدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قرآن مجید میں فرمایا ہے " وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

یعنی اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ جب کسی برے اور ناپسندیدہ راستہ سے گزرتے ہیں تو نہایت بردباری سے بچتے ہوئے گزر جاتے ہیں اور جو شخص لوگوں کی خطاؤں اور قصوروں پر انہوں نے اس کے ساتھ کئے ہوں ان سے درگزر کرتا ہے اور ان کے عیب اور خطا سے چشم پوشی کرتا ہے تو وہ شخص صفات ستاری غفاری رحیمی اور غفوری سے متصف ہو جاتا ہے

حدیث شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشرح اسماء الحسنیٰ میں حدیث بیان فرماتے ہیں:۔

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ ؕ

یعنی صفاتِ حق سے متصف ہو جاؤ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کسی صفت سے متصف ہو جاتا ہے وہ عذابِ دوزخ سے اور دوری و مہجوری

کی آگ سے نجات پالیتا ہے اور اُس عالمِ آخرت سے اس کو مناسبت اور پھر مشابہت حاصل ہو جاتی ہے۔

انتباہ

مخلصان و معتقرانِ سلسلۂ اُویسیہ کو چاہیے کہ صرف اسی پر اکتفا نہ کریں کہ اس سلسلہ میں مرید ہو کر اویسیوں میں نام گنوائیں بلکہ ان اعمال ہفت گانہ کو اپنا معمول بنا کر بزرگانِ سلسلہ کی اقتداء کریں تاکہ صحیح معنیٰ میں اُویسی کہلانے کے مستحق ہوں۔

(خواجہ اویس کے)
(سِلسلہ اُویسیہ کے مشائخ)

اصطلاح تصوّف کے پیش نظر سلسلۂ اویسیہ کے مشائخ کا شمار گنتی سے باہر ہے ذیل خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف ان حضرات کے اسم گرامی پیش کرتے ہیں جن کو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض نصیب ہوا اور وہ بھی صرف جو فقیر کے معلومات میں ہیں۔

قاعدہ رسالہ بحر الرموز میں شیخ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے بعض مشائخ کا یہ خیال صحیح ہے کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلۂ طریقت چودہ خانوادوں سے الگ تھا لیکن بعض مشائخ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چودہ خانوادے سلسلہ اویسیہ سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ طالب کو آپ کی روحانیت متجلی ہو کر درگاہِ ایزدی تک پہنچا دیتی ہے۔

فقیر اویسی ان پر شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رسالہ سیر نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد حضرت عبداللہ معشوق اللہ قدس سرہٗ اپنے سیر و سیاحت کے زمانہ میں موضوع شیخ داہین ضلع بہاولپور ریلوے ہے) جو شیخ عبداللہ نیکو کارہ کا مسکن ہے تشریف لے گئے اور جبہ شریف کی زیارت کرنے کی نیت سے دو رکعت نماز نفل پڑھ کر جبہ مبارک کو پہن لیا وہ آپ کے جسم مبارک پر بالکل ٹھیک آیا شیخ زادوں کو حیرت ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ اسی کے بدن پر ٹھیک آتا ہے جو اس خاندان اور سلسلۂ صاحبِ سجادہ ہو پھر فرمایا کہ

یا حضرت آپ کو مبارک ہو حضرت پیر دستگیر نے یہ سن کر فرمایا کہ واقعی مجھ کو بھی سلسلۂ سہروردیہ سے نسبت ہے اور مجھ کو حضرت غوث العالم شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہٗ کے خاندان میں سے حضرت مخدوم شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ہاتھ سے خرقۂ خلافت بھی تبرکاً ملا ہے شیخ زادوں نے یقین کر لیا کہ واقعی ان کی نسبت سلسلۂ سہروردیہ میں صحیح ہے اس کے بعد شیخ زادوں نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ یا حضرت آپ کے سلسلہ کا کس کے بعد شیخ زادوں نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ یا حضرت آپ کے سلسلہ کا کس خانوادہ سے تعلق ہے فرمایا اُویسیہ سے پھر پوچھا کہ کیا سلسلۂ خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ چودہ خانوادوں سے الگ ہے فرمایا ہاں مگر بعض مشائخ باوجود چودہ خانوادوں کے منسلک ہونے کے سلسلہ اویسیہ سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ حضرت خواجہ کی روحانیت بغیر کسی واسطہ کے متجلی ہوتی ہے اور حق رسیدہ کر دیتی ہے ایسے مشائخ کا حال رسالہ بحر الرموز و گلزار جلالی مصنفہ شاہ جلال الدین کہہ کر اویسی جعفری رحمۃ اللہ تعالیٰ وغیرہ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے ان ہی کتابوں میں لکھا ہے کہ شیخ محمد عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دو نسبتیں حاصل تھیں ۔

(۱) سلسلۂ سہروردیہ ۔

(۲) سلسلہ اویسیہ ۔

(۱) سہروردیہ سلسلہ کی نسبت اس طرح سے تھی کہ خواجہ محمد عراقی کو قطب الدین دمشقی سے ان کو برہان الدین سمرقندی سے ان کو عبد الرحمٰن کرتی سے، ان کو احمد کو رباکی سے ان کو ابی علی لالا سے، ان کو مجد الدین

بغدادی سے ان کو نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار بن یاسر سے ان کو نجیب الدین سہروردی سے ان کو نجم الدین کبریٰ سے ان کو عمار بن یاسر سے ان کو ابو علی رودباری سے کو جنید بغدادی سے ان کو سری سقطی سے، ان کو معروف کرخی سے، ان کو داؤد طائی سے، ان کو حبیب عجمی سے ان کو حسن بصری سے ان کو معروف کرخی سے ان کو داؤد طائی سے، ان کو حبیب عجمی سے ان کو حسن بصری سے ان کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے اور ان کو سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے")

(۲) اور سلسلہ اویسیہ کی نسبت یوں تھی شیخ محمد عراقی کو ابو محمد متوکل اویسی سے ان کو خواجہ زین الدین متوکل سے، ان کو خواجہ ابوالحسن متوکل اویسی سے، ان کو خواجہ حبیب اللہ متوکل سے ان کو خواجہ ابو سعید متوکل سے ان کو خواجہ ابو برہان متوکل سے ان کو خواجہ صدر الدین متوکل سے ان کو خواجہ ابو کبیر فقیر متوکل سے ان کو خواجہ عبدالوہاب متوکل سے ان کو خواجہ شرف الدین متوکل سے ان کو خواجہ سلیمان متوکل سے، ان کو خواجہ ابوالخیر متوکل سے ان کو خواجہ علم الدین متوکل سے ان کو خواجہ معروف کرخی متوکل سے، ان کو شمس الدین سبحاوندی متوکل سے ان کو خواجہ حسام الدین یمنی متوکل سے ان کو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ان کو حضور سرور کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے"،

معلوم ہوا کہ شیخ محمد عراقی کو سہروردی نسبت بھی تھی۔ اور آپ نے حضرت شیخ جلال الدین محمد ابن با یزید ابی بکر اویسی جعفری عرف کہہ کہ کو تلقین کیا تھا اس لیے شیخ جلال الدین محمد کو بھی ہر دو کی نسبت حاصل تھیں

حکایت

سیادت پناہ حاجی محمد علی سلمہ اللہ تعالیٰ علیہ وتیز شیخ محمد عراقی کے بکثرت مرید تھے اور سب کامل تھے مگر جب آپ بوجہ غلبہ حال آپ کی زبان مبارک سے کلمہ اَنا مہدی صادر ہونے لگے اور سارا اعتقاد جاتا رہا اور سب نے ان کو چھوڑ دیا ۔ اتفاقاً شیخ محمد عراقی نے ہندوستان سے ملک عرب جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت کوئی بھی ان کے ہمراہ نہ تھا سوائے ایک درویش شہابل عرف کرہانہ نامی کے (اب اس کی اولاد بودلہ کے لقب سے مشہور ہے)

(۲) دوسرے دین محمد عرف لِتّی ۔

(۳) تیسرے خواجہ جلال الدین محمد عرف کھکّہ کے ۔

جب آپ چلتے چلتے علاقہ کوہستان میں پہونچے تو آپ کی اجل آپہنچی سکرات موت طاری ہوگئی آپ نے ان تینوں درویشوں کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ تم کو تمہارے مقاصد و حاجات اس سے پورے کرادوں شہابل درویش نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مستجابُ الدعوات ہو جاؤں دین محمد نے چاہا کہ میرے اور میری اولاد کے ہاں لنگر خانہ جاری رہے اور کبھی اس میں کمی نہ آئے مگر خواجہ جلال الدین محمد نے علم و فقری چاہی کہ میری اولاد میں قیامت تک علم و فقر رہے شیخ نے فرمایا کہ شہابل بندۂ نفس تھا کیونکہ اس نے کرامت اور راحتِ نفس طلب کی اور دین محمد نے دنیا کی گندگی چاہی البتہ یہ چیز دونوں جہان میں بہتر اور افضل تھی وہ جلال الدین محمد نے مانگی پھر شیخ نے ہر ایک کے حق میں دعا کی سب کی دلی مرادیں پوری ہوئیں اور شیخ نے پیام اجل کو لبیک کہا تینوں شخص شیخ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوگئے اور وہاں آکر رہنے لگے کہتے ہیں

کہ شیخ کی دعاؤں کا اثر آج تک ان تینوں کی اولاد میں باقی ہے"

ازالہ وہم

کہتے ہیں کہ جب شیخ محمد عراقی نے اَنَا مَہْدِیٌ" کہنا شروع کیا تھا تو دنیا دار ظاہر بین حضرات آپ کو بدعتی اور ملحد کہنے لگے تھے مگر وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس طرح کہنے سے وہ خود ہی طریقت کے راستہ میں گنہگار ہوں گے کیونکہ اس قسم کے خلاف شرع اس طرح کے مست اور بے حال درویشوں سے برابر سرزد ہوتی رہی ہیں مگر اس میں معذور تھے اور ان سے اس کا مؤاخذہ نہ ہوگا مثلاً حضرت منصور نے انا الحق کہا اور کسی نے سُبْحانی ما اعظم شانی" فرمایا اور کسی نے لیس فی جبتی ما سوی اللّٰہ" کہا وغیرہ وغیرہ اور ان باتوں کو وہی خوب سمجھ سکتا ہے جس نے کتب اولیاء اللہ کی خوب چھان بین کی ہو لیکن انا مہدیؒ سے ہدایت والا مراد تھا نہ کہ امام مہدی (فافہم)

لا جرم دیوانہ اگر چہ خطاست
ہر چہ میگوید بگستاخی رواست
ہر چہ از دیوانہ آید در وجود
عفو می دارند از دیوانہ زور

سلسلۂ اُویسیہ کے ایک بزرگ عالم نے اولیاء اللہ کے خانوادوں کے شجرے جمع کر کے ترتیب دیئے ہیں اور حضرت رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اپنے زمانہ تک بزرگوں کے نام بھی دیئے ہیں جو کئی خانوادوں میں نسبت رکھتے ہیں انہی بزرگ نے سلسلۂ اُویسیہ کے بزرگ نے سلسلۂ اُویسیہ کے بزرگوں کے ساتھ بھی بڑی تفصیل سے

لکھا ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے ۔

شجرۂ اُویسیہ

(۱) امیر المؤمنین حضرت عمرؓ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ علیہ
(۲) حضرت خواجہ اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ ۔
(۳) حضرت خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۴) حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۵) حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۶) حضرت ابوعمر اصطخری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۷) حضرت جعفر حداء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۸) حضرت قاسم جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۹) حضرت قاضی رویم بغدادی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔
(۱۰) حضرت ابو عبداللہ محمد بن حنیف شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۱) حضرت ابوالعباس نہاوندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۲) حضرت اخی فرخ زنجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۳) حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۴) حضرت ابی عبداللہ محمد تاج العارفین مدین رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ ۔
(۱۵) حضرت شیخ نورالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔
(۱۶) حضرت شیخ شعیب مدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۱۷) حضرت شیخ احمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۱۸) حضرت شیخ جمال الدین یوسف بن عبداللہ کورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۱۹) حضرت شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

شجرہ سے نمبر شمار ۳ سے دوسرا سلسلہ اسی طرح چلا

(۱) حضرت خواجہ مدام بن خیام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۲) حضرت عبداللہ مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) حضرت شیخ علی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۴) حضرت حضور حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۵) حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۶) حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شجرہ سے نمبر ۱۳ سے دوسرا سلسلہ اس طرح چلا

(۱) شیخ احمد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۲) شیخ محمد سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۳) شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن غوث شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) شیخ نور الدین عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(۵) شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

(خلفاء)

حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے ایک ملفوظ میں لکھا ہے کہ آپ سے چار اشخاص نے بیعت کی سعادت حاصل کی ہے اور وہ چار مرید یہ ہیں:۔

(۱) خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

(۲) خواجہ حسام الدین یمنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

(۳) خواجہ احمد خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

(۴) خواجہ صدر الدین مفتی خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

جو خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ نے نصیحت کی تھی کہ اسے موسیٰ موت کو نہ بھولیو یاد رکھو اور نار کو جو قبر کی مانند تیری آنکھوں کے سامنے ہے نظر انداز نہ کیجیو آپ اسی نصیحت پر عمل کرنے سے اس قدر کمال کو پہنچے اور ان سے سلسلہ اویسیہ تک جاری ہے۔

بعد وصال

چونکہ حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ روحانیت سے متعلق ظاہری ملاقات کا ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی وصال ان کے فیوض کے جراء کو حائل ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفاء سلسلہ جاری رہا اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا بہت سے ایسے بزرگ ہیں جنہیں وصال کے صدیوں بعد فیض نصیب ہوا اور خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم بیداری میں انہیں فیض یاب فرمایا منجملہ ان کے ہمارے پیران پیر حضرت خواجہ حافظ عبدالحی اویسی حنفی خانقاہ بخش خان ضلع بہاولنگر ہیں جن کے مشہور خلیفہ حضرت خواجہ محمد عبداللہ محکم الدین سیرانی قدس سرہٗ ہما ہیں۔

اوّل الذکر حضرت سید پیر بلھے شاہ قصوری اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کے ہم عصر اور مؤخر الذکر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے ہم عصر اور مؤخر الذکر حضرت خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہٗ کے ہم عصر اور ہم درس ہیں ان حضرات کے لیے فقیر نے علیحدہ سوانح لکھی ہے اور اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دیگر خلفاء و دل چسپ مضامین فقیر کی تصنیف ،، سلسلہ اویسیہ کے ستہ کے قطب اور تذکرہ مشایخ اویسیہ ،، میں ہیں۔

(نوٹ) سلسلہ اُویسیہ کا دارو مدار غیبی امداد پر ہے اسی لیے فقیر اس پر بحث کر کے کتاب کو ختم کرتا ہے ،،

(تعارف)
سِلسلۂ اُویسیہ

(۱) قبور میں تشریف لے جا کر جو حضرات فیض پہنچاتے ہیں اُن کے فیض یافتہ لوگوں کو اویسی کہتے ہیں اور اس سلسلہ کو اویسیہ کہا جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ جنہیں سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ یا اُن کے فیض یافتہ حضرات فیض پہنچائیں بلکہ جسے بھی کسی صاحبِ مزار سے فیض ملے اُسے اویسی کہا جائے گا۔ کما قال شاہ عبد الحق محدث الدھلوی فی اللمعات ص۳۳، حتیٰ ان کثیرًا منہم حصل لہم الفیوض من حصل لہم الفیوض من الارواح وتسمّٰی ھٰذا الطائفۃ اُویسیہ فی اصطلاحہم

(ترجمہ) یعنی بہت سے لوگوں کو اولیاء کرام کے ارواحِ مقدسہ سے فیوض و برکات پہنچے اُسے اصطلاحِ شرع میں اویسی کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ صوفیائے کرام نے اور اصطلاحیں بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل اور سب کی سب صحیح لیکن سب کا محور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ہیں کہ لا محالہ، صاحبِ اصطلاح اپنی سند شیخ مذکور کو بنائے گا۔

(۲) حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ اپنے رسالہ قدسیہ میں تحریر فرماتے کہ اصطلاحِ صوفیہ میں اُویسی اس کو کہتے ہیں کہ جو بے واسطہ، پیر اور اس کے ارشاد و تلقین کے درگاہِ خداوندی سے درجہ ولایت پائے اور بعض کا یہ خیال ہے کہ جس کو حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی پیروی کرنے اور آپ کی سنّت پر قولاً و فعلاً و اعتقاداً عمل پیرا ہونے کے سبب مرتبہ ولائیت حاصل ہوا اس کو اویسی کہتے ہیں اور کچھ لوگوں کا یہ قول ہے کہ جس کو حضرت خضر علیہ السّلام سے فیض پہنچے وہ اویسی ہے۔

(۳) ایک جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ جس کو کسی خاص بزرگ سے (جو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی ولایت کا سجادہ نشین ہو) باطنی علوم کی تعلیم حاصل ہوئی ہو وہ اویسی ہوتا ہے۔

(۴) ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ جس کو ایسے ولی کامل نے ہدایت کی ہو جس کو درمیانی واسطوں کے بغیر ہی درجہ ولائت مل گیا ہو اسی کو اویسی کہتے ہیں خواہ صاحبِ وصال ہو یا زندہ

" یعنی بوقت فیض رسانی ان دونوں کو ظاہری ملاقات کا موقعہ نہ ملا ہو

سیدنا علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ ان چودہ میں سے اوّل الذکر بارہ سلسلے بتاتے ہیں باقی دو کو ناقابلِ اعتبار فرماتے

ہیں (کشف المحجوب)"

(۴) جس طرح چمن میں قسم قسم کے خوشبودار گلاب، کیوڑے کے پھول ہوتے ہیں اور اگر انسان وہاں جائے تو ان لطیف خوشگوار بخارت کی ہوا میں ملنے سے اس میں ایک خاص اور شادگی پیدا ہو جاتی ہے جس سے ایک خاص حسرت آمیز کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے انسان نہایت ہی صحت اور تندرستی کی حالت میں نظر آتا ہے اسی طرح باطنی لطیف روحیں جو اولیاء اللہ کی روحیں ہیں ان کی لطافت اور پاکیزگی دلوں کے لیے نسیم سحری کا کام دیتی اور کرتی ہیں بلکہ روح رفتہ رفتہ اس حد تک تازگی اور فرحت میں ترقی کر جاتی ہے جسے ہم روحانیت سے تعبیر کرتے ہیں اس سے ہی بندہ میں یک بیک وجد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اسے ہم فیض سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ کیفیت کسی ولی اللہ کی خدمت سے پیدا ہو یا ان کے مزارات پر حاصل ہو یہی حالت پھر درد سوز گداز کی طرف بے اختیار توجہ دلاتی ہے اور یہی حالت یہی باری تعالیٰ کے عرفان حاصل کرنے کے خاص عنصر ہیں۔

(۵) حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مولانا غوثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب گلزار ابرار میں اور مولانا جامی قدس سرہٗ کتاب نفحات الانس میں نقل فرماتے ہیں کہ بعض اولیاء اللہ جن کو مشائخ طریقت اویسی کہتے ہیں ان کو بظاہر پیر کی حاجت نہیں ہوتی کیونکہ ان کو حضرت رسول کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ پیر خود ہی ہدایت فرما دیتے ہیں جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی واسطے کے بغیر ہی ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔

(ف) مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں

ہے کہ اویسی وہی ہوگا کہ جس کو حضورؐ نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کی روحانیت سے فیض پہنچا ہو بلکہ ہر اس شخص کو جو کسی ولی سے خواہ وہ بقید حیات ہو یا نہ ہو ہدایت و تربیت پائے اویسی کہہ سکتے ہیں ۔

ان اقوال بالا مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ اویسی اسی کو کہتے ہیں جس کو یا تو حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضور نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت سے بغیر درمیانی واسطے کے فیض پہونچا ہو یا کسی زندہ ولی اللہ سے پہنچا ہو اور حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منسوب کرنا محض تشبیہہ تصور کرتے ہیں ۔

(۴) ایسے ہی اس کو بھی کہہ سکتے ہیں جو سلسلۂ اویسیہ کے مشائخ سے ارادت رکھتا ہو جیسے چشتی قادری، نقشبندی کہلاتے ہیں

(حاشیہ ۵) مولانا ابراہیم ہٹوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض عربی عبارتوں اور کلمات کا جو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے اس کے تیسرے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ طالبوں کو مشائخ طریقت کے واسطے کے بغیر ہدایت نہیں مل سکتی سوائے حضرت ابراہیم خلیل اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلمؐ اور حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی متعدد اور مخصوص ہستیوں کے جنہوں نے بلا واسطۂ پیر طریقت کے خاص ہدایتِ خداوندی میں تربیت پائی،، اس سے معلوم ہوا کہ خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مرتبۂ ولایت حاصل ہوا تو وہ صرف ہدایتِ خداوندی اور عنایت الٰہی تھی جو ان کے شاملِ حال تھی ۔،،

ثبوت
فیوضات اولیاء
بعد از وصال

ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرات اولیاء کرام جس طرح عین حیات میں فیض پہنچاتے ہیں عالم برزخ میں بھی تشریف لے جاکر بھولے بھٹکوں کو راہ حق نہ صرف دکھاتے بلکہ ہر طرح کے فیوض و برکات سے نوازتے ہیں شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ شرح مشکوٰۃ لمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔

فانّ للصالحین مددًا ظاھرًا بیزائرھم بحسب ادبھُمْ وقبولھُمْ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ ہم ۵)

(ترجمہ) یعنی اولیائے کرام (صالحین) اپنے زائرین کو مدد (فیض پہنچاتے) کرتے ہیں ان کے آداب و محبت اور قبولیت کے حسب مراتب۔"

اہل علم کے لیے سینکڑوں نقلی دلائل پیش کیے جاتے ہیں اور پیش کیے جاسکتے ہیں لیکن آج کل یہ ہماری جدید تعلیم یافتوں میں ہے انہی سے متاثر ہو کر دینی علوم پڑھنے والے بھی اس کا انکار کرتے ہیں اس لیے ذیل میں عقلی دلائل سے یہ مسئلہ حل کیا جاتا ہے۔

عقلی دلائل

(۱) روشن خیال جدید تعلیم یافتہ حضرات کا راسخ عقیدہ ہے کہ جسمانی تندرستی کے لیے عمدہ ہوا قدرتی طور پر

تازگی دہ اور صحت بخش ہو جاتی ہے اسی وجہ سے یہ حضرات تبدیل آب وہوا کے لیے ان شہروں میں جاتے ہیں جن کی آب و ہوا تازگی و خنکی میں مشہور ہیں جب ان کو تندرستی جسم کے لیے آب و ہوا کی ضرورت ہے تو ہمیں روحانی صحت کے لیے فطرتی طور پر اعلیٰ ترین روحانی اثرات، تازگی دہ اور صحت کے لیے فطرتی طور پر اعلیٰ ترین روحانی اثرات تازگی دہ اور صحت کے لیے اچھی تازہ ہوا ضروری ہیں جس طرح وہ اس آب و ہوا کو حاصل کرنے کے لیے کسی خاص شہر کو تصور کرتے ہیں ایسے ہی ہم اس روحانی اثرات اولیاء اللہ کے مزارات کو مانتے ہیں کہ جس طرح ہوا ہر جگہ برابر طور پر چلتی ہے لیکن اس علاقہ کی آب و ہوا خصوصی وجہ سے وہ ہوا خوشگوار ہو جاتی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت و فیوض و برکات عام تو ہے لیکن اللہ والوں کی مقدس و حسین ہی اس کا مرکز ہیں اس لیے وہاں حاضر ہو کر وہی فیوض و برکات کرتے ہیں جیسے تم آب و ہوا حاصل کرتے ہو اور وہ روحیں بے انتہا لطیف ہوتی ہیں اور اس درجہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں کہ ان کے مزارات کے ذرہ ذرہ میں روحانی فرحت و لطافت بخشنے کی طاقت اور تاثیر پیدا ہو جاتی ہے اسی کو ہم فیض سے تعبیر کرتے ہیں ۔

حضرت مولانا حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہو آرام جس بیمار کو سارے زمانے میں
اٹھا لے جائے تھوڑی خاک ان کے آستانے میں

(۲) پھر جس طرح خوشگوار علاقہ کی آب و ہوا جسمانی امراض کے لیے صحت بخش ہے پھر جس طرح خوشگوار علاقہ کی اسی طرح اولیاء اللہ کے مزارات کی سرزمین کے لیے وہاں کی پاکیزگی روحانیت اور لطافت کی وجہ سے روحانی کے لیے صحت بخش ہے

قاعدہ ہے کہ جس جگہ آب و ہوا خراب ہو جاتی ہے اس جگہ کا ذرّہ ذرّہ بدترین خیال کیا جاتا ہے اور جس جگہ کی آب و ہوا اچھی ہوتی ہے اس جگہ کا ذرّہ ذرّہ بہترین خیال کیا جاتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح ظاہری ہوا کے خراب ہونے سے ظاہر تندرستی ٹھیک نہیں رہتی ہے اسی طرح باطنی ہوا خراب ہونے سے قلبی درستی میں فرق آجاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور فراڈ، ہوس اور شیطان کے شر و فساد کا آغاز یہیں سے شروع ہو جاتا ہے زمین کی گلی اور سڑی چیزوں کے فاسد بخارات مل جانے سے (یعنی ہوا کی خرابی) سے روح میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ بخارات مل جانے سے تو انسان طاعون چیچک فالج، لقوہ، ہیضہ وغیرہ کی ظاہری بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح باطنی کثافت بھری روحیں (شیطانوں کی روحیں) اپنی کثافت کی وجہ سے روحانی امراض قلبی بیماریاں مثلاً نفسانیت ریا بغض حسد کینہ وغیرہ میں مبتلا کر دیتی ہے

روحانی بیعت کا ثبوت

روحانی بیعت صرف عقیدت پر مبنی ہے عقیدت صحیح ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ بلا عقیدت ظاہری بیعت منافقین کو بھی کام نہ آئی۔

حدیث قدسی میں ہے۔: "انا عند ظن عبدی بی الخ"، میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق ہوں یہی وجہ ہے کہ کبھی انسان عبادات شاقہ کے بعد بھی کامیاب نہیں ہوتا لیکن کبھی ؎

اگر ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں۔

بہجۃ الاسرار میں ہے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا کہ جس کا مرشد نہ ہوا اگر میرے ساتھ دل میں ہی عقیدت جوڑ لے وہ قیامت میں میرے مریدوں میں اٹھایا جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

حوالہ جات

(۱) روحانی بیعت کا ثبوت متعدد کتب سے ملتا ہے ارشاد رحیمیہ میں شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ معنی اُویسی۔ آنست کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ گفتہ اند کہ بعضے از اولیاء اللہ باشند کہ ایشانرا مشائخ طریقت و کبراء حقیقت اویسیان نامند ایشانرا در ظاہر حاجت بہ پیر بنود زیرا کہ ایشانرا حضرت نبوت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یا روح ولی از اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش می دہد بیواسطہ غیر چنانچہ اویس را از رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واین مرتبہ عالی تا ہر کرا خواہد دہد ذالکَ فضل اللہ یُؤتیہ من یشاء ارشاد رحیمیہ ص۹)

شاہ محقق علی الاطلاق سیدی عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالے علیہ اشعۃ اللمعات ص۲۷۲ میں فرماتے ہیں کہ۔

واین امرے محقق و مقرر است نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا آنکہ بسیارے را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ و این طائفہ را در اصطلاح ایشان اولیسی خوانند۔،،

(۲) خواجہ ابوالحسن خرقانی کی حضرت سلطان العارفین سیدنا ابا یزید بسطامی قدس سرہما سے روحانی بیعت بھی متعدد اور معتبر کتب سے ثابت ہے مثلاً

مثلاً مثنوی شریف اور تذکرۃ اولیاء للعطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خزینۃ الاصفیاءُ للمفتی غلام سرور مرحوم وغیرہم اور شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں شیخ ابوالحسن بعد از وفات شیخ ابو یزید است بمدتے و تربیت شیخ ابو یزید وے را جب باطن روحانیت بودہ است بظاہر و صورت"
(ارشاد رحیمیہ ص۶)

(۳) سلسلہ اویسیہ و نقشبندیہ کے علاوہ بے شمار بزرگوں کو اس طریق سے فیض ملا ہے چند ایک اسماء ارشاد رحیمیہ میں ص۵ تا ص۹ میں لکھتے ہیں اور سلسلہ کے مشائخ کو مفتی غلام سرور لاہوری مرحوم نے حدیقۃ الاسرار" میں سلسلہ اُویسیہ کے نام سے بے شمار بزرگوں کا نام لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ نے اخبار الاخیار اور شیخ عطار قدس سرہٗ نے تذکرۃ الاولیاءُ میں بہت بزرگوں کے نام لکھے ہیں۔

منجملہ ان کے ہمارے پیران پیر حضرت خواجہ حافظ محمد عبدالخالق اویسی حنفی قدس سرہٗ ہیں جنہیں حضور سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے صدیوں وصال کے بعد کے فیض نصیب ہوا اور ان سطور سے بھی مقصود یہی ہے۔

ضروری انتباہ

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے متعلق اولاد کی کوئی تفصیل نہیں ملتی سوائے اس کے کہ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے پوتے ہیں اسی لیے ہم نے اس پر ایک لطیفہ لکھا ہے۔

(فائدہ) سلاسل طیبہ کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان جب بھی ان سلاسل طیبہ میں کسی سلسلہ سے وابستہ ہوگیا وہ قیامت میں انشاء اللہ

انشاء اللہ تعالیٰ بہ برکت مشائخ سلسلہ نجات سے سرشار ہوگا بشرطیکہ اس کا کسی صحیح سلسلۂ ولایت سے سچی وابستگی ہو وہ صاحب سلسلہ بھی واقعی صاحب سلسلہ ہو ورنہ آج کل تو یہ حال ہے کہ جو بھی کسی صاحب سلسلہ کی اولاد ہے خواہ وہ دین کا دشمن اور اسلامی شعار کا مخالف اور پرلے درجے کا بے عمل اور اسے کسی سلسلہ سے اجازت ہو یا نہ وہ ہمارا پیر ہے ایسے بے عمل و بے سلسلہ پیروں کے لیے حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

کار شیطان می کند نامش ولی
گر ابیست ولی لعنت بر ولی
اے بسا ابلیس در روئے آدم است
پس نباید داد دست درمہ

اسی لیے مریدین پر لازم ہے کہ چار اوصاف کے پیر کو پیر بنائے ۔

عقائد اہلسنت رکھتا ہو (بدمذہب، وہابی، دیوبندی، اور شیعہ نہ ہو)

(۲) سلاسل اولیاء میں کسی سلسلہ سے اسے اجازت ہو صرف کسی پیر کا بیٹا یا اس کا رشتہ دار ہونا کافی نہیں ورنہ بہت سے پیر زادہ پیری مریدی کا دھندا کر رہے ہیں اس کا خیال نہایت ضروری ہے ۔

(۳) عالم ہو کم از کم شرعی مسائل حلال وحرام اور ضروریات دین کا علم رکھتا ہو دور حاضرہ میں اکثر پیر صاحبان علم دین سے کورے ہیں اسی لیے انہیں علماء کرام کی قدر وقیمت نہیں خود بھی جہالت کے گڑھے میں ہیں مریدین کو بھی غرق کر رہے ہیں ۔

(۴) شریعت کے احکام کا عامل ہو (بے عمل بے نماز، داڑھی منڈا شریعت مخالف کبھی پیری مریدی کا حق دار نہیں کیونکہ ع ۔

آنکہ خود کم است کرا رہبری کند
جو خود گمراہ ہو وہ دوسروں کا کس طرح رہبر ہو سکتا ہے"

اسی لیے مرید ہونے سے پہلے ان چار امور کو لازم سمجھیں ورنہ مرید ہونے کا کوئی فائدہ نہیں کہ جب یہ بات ہے تو سلاسل (قادری، چشتی، سہروردی کا وجود نہیں رہتا سلسلہ نقشبندیہ حضرت قاسم از سلمان فارسی ثابت کیا جاتا ہے تو امام جعفر کی سلمان فارسی سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

سلسلہ اویسیہ کی علیحدہ حیثیت ثابت کی جائے تو محدثین کے نزدیک سیّدنا اویس کوئی شخص نہیں ہے صرف خیالی انسان کا نام اویس ہے۔؟

جواب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رسائل مسائل و مکاتیب کے پچاسویں رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ

حضرت حسن بصری کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اور تلقین ذکر وغیرہ حاصل کرنا محدثین کے نزدیک ثابت ہے اور مشہور ہے اگرچہ بعض محدثین کے نزدیک روایت بیان کرنا ثابت نہیں ہونا تو وہ ہمیں مضر نہیں۔

ملاقات علی بر حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مزید تحقیق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "اتحاف الفرقہ" بر فوائد المخرقہ"، مشمولہ بالحاوی للفتاوی ص ۱۹۱، جلد ۲، اور حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "فخر الحسن اور اس کی شرح " القول المستحسن" میں دیکھئے۔

ملاقات حضرت قاسم
اور
حضرت سلمان فارسی
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ان دونوں حضرات کی ملاقات بھی تاریخ سے ثابت ہے کافی عرصہ تک زندہ رہے آپ نے تین سو سال کی عمر پائی ڈیڑھ سو سال جاہلیت میں گزارا اور باقی ڈیڑھ سو سال اسلام میں" اس معنی پر)

کیونکہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کافی عرصہ تک زندہ رہے ۔

لہذا مخالفین کا ان کی عدم ملاقات کا اعتراض مبنی پر جہالت ہے اور پھر سیدنا اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ہم نے سوالات وجوابات کے باب میں تفصیل سے لکھا ہے

(نوٹ) سلاسل طیبہ کا تعارف اور تحقیق وتفصیل فقیر کی کتاب تعارف سلاسل اولیا ، میں ہے یہ کتاب چونکہ سیدنا اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکرِ خیر پر مبنی ہے اسی لیے سلسلہ اویسیہ کا تعارف یہاں عرض کر دیا گیا ہے تاکہ سلسلۂ اویسیہ سے منسلکین کو سہولت نصیب ہو (فقط السلام)

وصلے اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم الرؤف الرحیم الامین وعلیٰ آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین واولیائہ امتہ الکاملین والواصلین ہذا آخر سطرہ)

(قلم الفقیر القادری)

محمد فیض احمد اویسی

دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور